REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۳　شمارہ ۱۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ

سالانہ ۳۶ روپے

ششماہی ۱۸ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے

فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۸ شعبان ۱۴۰۴ھ　۱۰ ہجرت ۱۳۶۳ ہش　۱۰ مئی ۱۹۸۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۶ ہجرت (مئی) - سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور دو چھوٹی صاحبزادیاں مورخہ ۳۰؍ہجرت کو بخیر و عافیت لندن پہنچ گئے ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۶ ہجرت (مئی) - حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں الفضل ربوہ مجریہ ۲۵ ہجرت کے ذریعہ موصول شدہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ "متلی اور ضعف کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ بے چینی بہت ہے" احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ وجملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ۔

جھنگ اور ضلع ملتان (پاکستان) میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد کو شہید کردیا گیا!

ایک احمدی کو چنیوٹ میں زدوکوب کیا گیا

محراب پور کے سانحۂ قتل کے بعد لاقانونیت کی مزید وارداتیں

ربوہ ۲۱؍اپریل - نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے ایک پریس ریلیز میں بتایا ہے کہ محراب پور میں مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب کی شہادت کے بعد گزشتہ چند روز کے دوران جماعت احمدیہ کی دو مساجد واقع جھنگ شہر اور باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کو بھی آگ لگادی گئی ہے۔ اسی طرح سے چنیوٹ میں ایک بزرگ احمدی کو جن کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہے، شرپسندوں نے پکڑ کر مارا اور ایک صریحاً غلط الزام لگا کر ان کو پولیس کے حوالے کردیا۔

پریس ریلیز میں ان افسوسناک واقعات کی تفصیل بیان کرنے کے علاوہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملک کا امن وامان درہم برہم کرنے کے ان واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

نظارت امور عامہ کے مطابق ۱۹-۲۰ اور ۲۰؍اپریل کی درمیانی رات ڈیڑھ بجے محلہ بانو والا جھنگ شہر کی ایک مسجد کو جو شہر سے باہر تریموں ہیڈ کی طرف جانے والی سڑک پر واقع ہے، بعض شرپسندوں نے آگ لگادی۔ اسی طرح مورخہ ۲۰؍اپریل بعد نماز جمعہ مقامی مسجد کے امام کے اکسانے پر بعض شرپسند عناصر نے مسجد احمدیہ باگڑ سرگانہ ضلع ملتان پر حملہ کیا اور مسجد کو ٹریکٹر کے ذریعہ مسمار کرنے کے بعد ملبہ اور مسجد کا دیگر سامان جس میں قرآن کریم کے نسخے بھی شامل تھے پٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون ۔

مورخہ ۱۸؍اپریل کو ربوہ کے ایک شہری مکرم سید نیاز محمد شاہ جن کی عمر تقریباً ستّر سال ہے اور جو اڈہ لاریاں ربوہ پر کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرتے ہیں، سودا سلف لینے چنیوٹ گئے۔ وہاں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے بعض شاگرد ان کے پیچھے لگ گئے اور ان کو پکڑ کر مولوی منظور احمد چنیوٹی کے مدرسہ میں لے گئے۔ وہاں پر سید نیاز محمد شاہ کو زدوکوب کیا گیا جس کے دوران ان کے کپڑے پھٹ گئے۔ اور جسم پر متعدد چوٹیں آئیں۔ بعد ازاں اس نام نہاد دینی مدرسہ کے یہ طلباء مکرم سید نیاز محمد شاہ کو اس جھوٹے الزام میں تھانے لے گئے کہ یہ ہمیں تبلیغ کرتے آئے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

نظارت امور عامہ نے اپنے پریس ریلیز میں کہا ہے کہ یہ سارا الزام خود تراشیدہ اور خلافِ واقعہ ہے۔ بہرحال ان شرپسندوں کے کہنے پر مکرم سید نیاز محمد شاہ صاحب کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ اور ان کو جوڈیشل حوالات میں بند کردیا گیا ہے۔

نظارت نے اپنے پریس ریلیز میں حکومت

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ہفت روزہ بدر کے سالانہ شرح چندہ میں اضافہ

... دوسال کے دوران جہاں ... اخراجات ڈاک ... غیر معمولی اضافہ ہوا ہے وہاں کتابت، طباعت وغیرہ کی اجرتیں بھی بڑھی ہیں۔ ان تمام ناگزیر ... صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یکم اپریل ۱۹۸۴ء سے بدر کے سالانہ زرِ اشتراک میں بہ تفصیل ذیل اضافہ فرمایا ہے:-

پوسٹل زون	موجودہ چندہ	آئندہ چندہ
۱- بھارت اور بنگلہ دیش	۳۰ روپے	۳۶ روپے
۲- کینیڈا، امریکہ، فجی اور جاپان بذریعہ ہوائی ڈاک	۲۵۰ "	۲۷۰ "
۳- افریقہ، جرمنی، انگلینڈ، اسرائیل اور ماریشس بذریعہ ہوائی ڈاک	۲۱۰ "	۲۴۰ "
۴- برما، انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور بذریعہ ہوائی ڈاک	۱۶۰ "	۲۱۰ "
۵- ممالک بیرون بذریعہ بحری ڈاک	۸۰ "	۱۲۰ "
۶- پاکستان بذریعہ بحری ڈاک	۸۰ "	۸۰ "

اُمید ہے قارئینِ بدر اور خریداران اس برائے نام اضافہ کو انشراحِ صدر کے ساتھ قبول کرکے آئندہ نئی شرح کے مطابق رقوم ارسال کریں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ ؛

منیجر ہفت روزہ بدر قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساڑی ہاؤس۔ صالح پور کٹک۔ (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؛

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ ہجرت ۱۳۶۳ ہش

حکومتِ پاکستان کا نیا آرڈیننس!

جملہ اسلامی تعلیمات پر کاربند اور غلبۂ اسلام کی آسمانی مُہم میں ہمہ تن مصروف جماعتِ احمدیہ کے خلاف حکومتِ پاکستان نے ایک نئے آرڈیننس کے ذریعہ نماز سے قبل اذان کہنے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دینے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔ ارباب حل وعقد یا حکومت بیشک جس کے خلاف چاہے اور جس قسم کا چاہے فیصلہ کر سکتی ہے۔ لیکن اسلامی مملکت کی دعویدار حکومت کے لئے اسلامی تعلیمات کے صریحاً خلاف اور اسلام کے روشن چہرہ پر بدنما داغ لگانے والا فیصلہ کرنا یقیناً سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی طرف سے آیتِ قرآنی وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (سورۃ الجمعہ آیت ۴) کا مطلب پوچھے جانے پر حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ گیا ہوگا تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اُسے واپس لے آئیں گے۔ حقیقتاً اِس فیصلہ کے بعد آسانی سے یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ایمان اور اسلام اِس وقت ثریا ستارے پر چلے گئے ہیں۔ زمین پر تو صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسلامی قدروں کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ اور حقوقِ انسانی کو پامال کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام مہدی علیہ السلام کے رنگ میں بعثتِ ثانیہ کا اَور کونسا وقت ہو سکتا ہے!؟ قرآنِ پاک کے تیس پاروں کی ورق گردانی کر لیں یا احادیث کی کُتب کا مطالعہ کر لیں، اسلام کی مقدس تعلیم میں یہ کہیں نہیں لکھا ہُوا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو غیر مُسلم کہا جائے۔ کسی کے مذہب کا فیصلہ کوئی دوسرا شخص کرے، کسی کو صرف اختلافِ عقیدہ کی بناء پر اذان کہنے، اپنے معابد کو مساجد کہنے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا جائے۔ اسلام تو معابد کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیا ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حُنین سے واپسی پر ایک غیر مُسلم لڑکے ابومحذورہ کو اذان سکھائی۔ اور اذان کہنے کا ارشاد فرمایا۔ بعد میں خوش الحانی سے اذان کہنے پر انعام بھی عطا فرمایا (بخاری) یہ کہاں کا انصاف ہے کہ علماء ۹۰ سال تک دلائل کے میدان میں شکست کھاتے رہے۔ اور جب اس میدان میں دال نہیں گلی تو اربابِ حکومت کو مجبور کر کے اسلامی تعلیمات کے خلاف فیصلے کروانے شروع کر دیئے۔ حکومتوں کے فیصلے دِلوں پر تو حاکم نہیں ہو جایا کرتے اور نہ ہی آج تک سیاسی فیصلوں کے ذریعہ کسی قوم نے اپنا مذہب یا عقیدہ بدلا ہے۔ جماعتِ احمدیہ پہلے بھی بارہا ابتلاء کے اِن کربلاؤں میں سے انتہائی صبر و رضا کے ساتھ گزر چکی ہے۔ وہ خُدا جو ہمیشہ اِس مظلوم جماعت کی نُصرت فرماتا رہا ہے، اب بھی اُسی کی ذات اور اُس کی قادرانہ تائیدات پر ہماری نظر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ:-

"ہم مُسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اُس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں۔ اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ اور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور اہلِ قبلہ ہیں۔ اور جو کچھ خُدا اور رسولؐ نے حرام کیا اُس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اُسے حلال قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں۔ اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے...... اور ہم اللہ کے فضل سے مؤمن مُوحّد مُسلم ہیں"

(نُور الحق جُزء اوّل صفحہ ۵)

جماعتِ احمدیہ اِن عقائد پر بفضل اللہ تعالےٰ کاربند ہے۔ اور دُنیا کی کوئی حکومت یا طاقت اِن عقائد سے ایک انچ بھی ہمیں اِدھر اُدھر نہیں کر سکتی۔

— جاوید اقبال اختر قائم مقام ایڈیٹر بدر

جہاں میں دُشمنِ جاں آدمی کا آدمی کیوں ہو

جو تیرا ہو چکا پیارے اُسے پھر غم کوئی کیوں ہو
ترے ہوتے ہوئے وہ مُبتلائے خستگی کیوں ہو

تو بن کر آئے جس کا چارہ گر خود، وقت پڑنے پر
ترے اُس بندۂ حق سے کسی کو دُشمنی کیوں ہو

ستم دُنیا کے ہنس کر سہتا ہُوں اور سہتا جاؤں گا
تو شہ رگ سے بھی اقرب ہے تو پھر مجھ کو غمی کیوں ہو

ہُوں راضی مَیں اُسی میں جس میں ہے تیری رضا پنہاں
ترا بندہ ہُوں میری استقامت میں کمی کیوں ہو

ہمیشہ اپنی نُصرت سے مجھے تُو نے نوازا ہے
کبھی دیں کی کٹھن راہوں پہ مجھ کو بے کلی کیوں ہو

تو خود ہی آئے گا حق کی مدد کو بالیقیں پیارے
کہ تیرے سامنے آشفتہ سامانی مری کیوں ہو

کسی دن کیوں نہیں آ کر سما جاتے مرے دِل میں
نگاہوں ہی نگاہوں میں یہ باہم دِل لگی کیوں ہو

فنا یہ جسم فانی ہو کہ زندہ ہو، کسے پرواہ
مگر لب پر کسی حالت میں انکارِ نبیؐ کیوں ہو

ہے جب اسلام ہی کامل یقیناً سب مذاہب میں
فقط دُنیا کے ڈر سے اُس کا پھر مُنکر کوئی کیوں ہو

ضرور آیا ہے پھر لے کر کوئی توحید کا پرچم
وگرنہ بُتکدوں میں مچ رہی یوں کھلبلی کیوں ہو

دریچے اور روزن بند ہی رہتے ہوں جس دِل کے
مٹیں کیا ظلمتیں اس کی اور اس میں روشنی کیوں ہو

نتیجہ ہے یہ حرص و آز و استحصال کا ورنہ
جہاں میں دُشمنِ جاں آدمی کا آدمی کیوں ہو

الٰہی کر نگاہِ لُطف و رحمت اپنی دُنیا پر
بنی آدم میں باہم نفرت و بیگانگی کیوں ہو

فِدا ہُوں جب میں جان و دِل سے توحید و رسالت پر
مِرے اپنوں کو پھر صدیقؔ مجھ پر بدظنی کیوں ہو

★— محمد صدیق امرتسری سابق مبلّغِ انگلستان و مغربی افریقہ۔

دُعا کی خصوصی درخواست

ربوہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق محترمہ بیگم صاحبہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب و بیگم صاحبہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب تشویشناک طور پر بیمار ہیں احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:- مرزا وسیم احمد امیر جماعت احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی صفتِ توّاب ایک بہت ہی اہم صفت ہے

توّابیت کا زیادہ تعلق رحیمیت سے ہے۔ بندوں کی طرف حرکت ہو تو اللہ کی صفتِ توّابیت ظاہر ہوتی ہے!

گناہگار بندوں کیلئے بے حد ضروری ہے کہ وہ اللہ کی اس صفت سے استفادہ کے لئے ہر دم کوشاں رہیں

توبہ کیلئے نہ وقت کی قید ہے نہ اس بات کی قید ہے کہ گناہوں کی مقدار کتنی ہے کوئی حد نہیں ہے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۰ تبلیغ ۱۳۶۳ ہش مطابق ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء بمقام مسجد احمدیہ۔ مارٹن روڈ۔ کراچی

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(الانعام آیت ۵۵)

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○

(الفرقان آیت ۷۱-۷۲)

اور پھر فرمایا:-

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں سے پہلی سورۃ انعام کی آیت ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو اے محمدؐ! (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) تو اُن سے کہہ دے کہ

تم پر ہمیشہ سلامتی ہو

تمہارے رب نے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا ہے کہ وہ تم پر رحمت فرمائے گا۔ اس طرح کہ تم سے جو کوئی بھی غفلت میں بدی کر بیٹھے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے گا اور اصلاح کر لے گا تو خدا کی صفت یہ ہے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

دوسری دو آیات سورۃ الفرقان سے لی گئی ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ سوائے اس کے کہ اس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور ایمان کے مطابق عمل کئے، پس یہ لوگ ایسے ہوں گے کہ اللہ ان کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اس کے مطابق عمل کرے تو وہ شخص حقیقی طور پر اللہ کی طرف جھکتا ہے۔

ان دونوں آیات کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے۔ صرف تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ پہلی آیت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو یہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں جب تیرے پاس آئیں تو ان پر سلام بھیج اور ان سے وعدہ کر کہ خدا تعالیٰ نے تم پر رحمت کرنا اپنے پر فرض کر چھوڑا ہے۔ بشرطیکہ تم توبہ کرو اور دوسری صورت میں ان لوگوں کے لئے خوشخبری دی گئی ہے جو پہلے توبہ کریں اور پھر ایمان لائیں۔ یعنی ایسے کفار پیشِ نظر ہیں جن کو یہ وہم پیدا ہو کہ ہم تو اتنے گناہ کر بیٹھے ہیں کہ اب ہمارے لئے بخشش کی کوئی راہ نہیں۔ ان کے لئے بھی خوشخبری دی گئی کہ اگر تم اپنے سابقہ جرائم سے توبہ کر لو اور پھر ایمان لے آؤ تو تم بھی انہیں لوگوں سے جا ملو گے جن کے متعلق یہ خوشخبریاں دی گئی ہیں۔

گزشتہ چند خطبات میں مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو اختیار کریں تو خصوصاً اس صفت کے وارث بن جائیں گے جس صفت کو آپ اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں خدا تعالیٰ کے عفوّ اور ستّار ہونے کا ذکر میں گزشتہ خطبات میں کر چکا ہوں۔ اور ان کے نتیجہ میں انسان پر جو مثبت اور منفی رنگ کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان دونوں کا پہلے خطبات میں کسی قدر ذکر ہو چکا ہے۔

آج کے خطبہ کے لئے مَیں نے

خدا تعالیٰ کی صفتِ توّاب

کو چُنا ہے۔ عفو اور ستّاری کے ساتھ جس طرح مغفرت کا تعلق ہے اسی طرح صفت توّابیت کا بھی تعلق ہے۔ اور دراصل مغفرت اور توّابیت یعنی خدا تعالیٰ کی یہ صفت کہ وہ توبہ قبول کرتا ہے ان کے درمیان ایک گہرا رشتہ ہے۔ مغفرت زیادہ وسیع ہے لیکن توّابیت مغفرت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ ایک وسیلہ ہے مغفرت تک پہنچانے کا۔

"نیک ہو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو!"
(ملفوظات جلد ...)
پیشکش۔ گلوری ربر مینوفیکچررس ۳۴ ابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون:- 27-0441
گرام:- "EXPORT"

اس مضمون پر جماعت کو کسی قدر سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تواب ہے۔ اور یہ وہ صفت ہے جو بندہ کی بھی ہے یعنی ممکن ہے کہ بندہ بھی تواب ہو جائے۔ ویسے تو خدا تعالیٰ کی ہر صفت کو بندہ کسی نہ کسی رنگ میں اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن یہاں جب میں کہتا ہوں کہ بندہ بھی تواب ہے تو ان دونوں معنوں میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جب تواب کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کو بکثرت قبول فرماتا ہے اور توبہ کے نتیجہ میں بہت رحم فرماتا ہے۔ لیکن جب بندہ کو تواب کہا جاتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ جو بار بار توبہ کرتا ہے اور توبہ کرنے سے تھکتا نہیں اور مسلسل توبہ کرنا اس کی عادتِ ثانیہ بن جاتی ہے، ایسے بندہ کو تواب کہتے ہیں۔ بندہ ایک اور معنے میں بھی تواب بن سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ لوگوں سے وہی سلوک کرے جو اللہ تعالیٰ صفتِ تواب کے ماتحت اپنے بندوں سے کرتا ہے وہ لوگوں کے لئے جب تواب بنے گا تو ان معنوں میں وہ خدا کی اس صفت کا مظہر بن جائے گا۔ اس لحاظ سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انسانوں میں سے کامل تواب

تھے۔ یعنی آپ نے دونوں رنگ انتہائی شکل میں اپنا لئے۔ مسلسل توبہ کی اور ایسے گناہوں سے توبہ کی جو آپ نے کئے ہی نہیں تھے۔ یعنی ایسا عجز اور ایسی انکساری آپ میں پائی جاتی تھی کہ آپ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ خدا کی کسی صفت سے آپ محروم رہ جائیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے جب آپ پر اس بات کو روشن کیا کہ وہ تواب ہے اور بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معصوم ہوتے ہوئے بھی اتنی توبہ کی کہ کبھی کسی اور انسان نے اتنی توبہ نہیں کی۔ آپ کی یہ توبہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی مظہر تھی۔ یہ کسی گناہ کی مظہر نہیں تھی۔ جاہل لوگ جو دنیا کے کیڑے ہیں جن کو نفسانی حالتوں نے مغلوب کر رکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ کا کثرت سے توبہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ نے گویا کثرت سے گناہ کئے تھے۔ حالانکہ ایسے بے وقوفوں کو ان اعلیٰ مدارج کی خبر ہی کوئی نہیں۔ وہ ان بستیوں میں سے گزرے ہی نہیں۔ وہ ان مقامات سے پوری طرح ناواقف ہیں۔ کیونکہ وہاں ان کا قدم نہیں پڑا۔

اللہ تعالیٰ کے کامل عاشق

تھے۔ اور ہر صفت کا مظہر بننے کے لئے آپ نے اتنی کوشش کی کہ کبھی کسی انسان کو ایسی کوشش کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ اس لئے اس توبہ کا گناہوں سے تعلق نہیں تھا بلکہ عشق سے تعلق ہے۔

دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بندوں کے لئے بھی تواب تھے۔ جس طرح خدا اپنے بندوں کے لئے تواب ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں کے لئے تواب ہیں۔

پس صفتِ تواب ایک بہت ہی اہم صفت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایک معصوم بھی خدا تعالیٰ کی صفتِ توابیت سے مستغنی نہیں ہے، اس سے بے پرواہ نہیں ہے تو گناہگار بندوں کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ توابیت سے استفادہ کے لئے ہر دم کوشاں رہیں۔

خدا تعالیٰ کی

صفتِ مغفرت اور توابیت میں ایک فرق

ہے۔ اور وہ یہ کہ مغفرت یکطرفہ بھی چلتی ہے۔ اور بغیر طلب کے بھی ہوتی ہے۔ وہ رحمانیت اور مالکیت کی صفت سے زیادہ قریب ہے۔ اور توابیت کا نسبتاً زیادہ تعلق رحیمیت سے ہے۔ رحیمیت اللہ تعالیٰ کی اُن صفات میں سے ہے جن کا بار بار ظہور ہوتا ہے۔ اس میں بندہ کی مثبت کوششوں کا دخل ہوتا ہے۔ رحمانیت بن مانگے دینے والے کا ترجمہ کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خواہ کوئی وجود مانگے یا نہ مانگے یا مانگنے کے لئے پیدا بھی نہ ہوا ہو۔ اس وقت بھی جب خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت جوش مار کر اپنا جلوہ دکھاتی ہے تو کسی طرف سے کوئی طلب نہیں ہوتی۔ رحیمیت، مثبت نیکیوں کے لئے یعنی مثبت اقدار کے لئے بہت بڑھ کر پھل دینے کا نام ہے۔ اور بار بار نیکیوں کا بدلہ دینے کا نام ہے۔ اسی کا دوسرا پہلو ہے جسے توابیت کہتے ہیں۔ بندہ کی طرف سے کوئی حرکت ہو، تب خدا تعالیٰ کی صفتِ توابیت ظاہر ہوتی ہے۔ بندہ کی طرف سے حرکت نہ ہو تو توابیت حرکت میں نہیں آتی۔ اس لئے دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

چنانچہ گناہوں سے بخشش کے لئے اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کے نتیجہ میں جس گناہ کو چاہے بخش دے۔ لیکن جہاں تک ضمانت کا تعلق ہے صفتِ توابیت ضمانت دیتی ہے۔ یہ ویسے ہی ہے جس طرح صفتِ رحیمیت اچھے پھل دینے کی ضمانت دیتی ہے۔ اسی طرح گناہوں سے بچنے کی اگر کوئی ضمانت ہے یا ان کے بداثرات سے محفوظ رہنے کی اگر کوئی ضمانت ہے تو یہ صفتِ توابیت سے تعلق جوڑنے میں ملتی ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ

کہ پھر یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہوگا کہ تم بخشے جاؤ گے۔ یہ خدا نے اپنے نفس پر فرض کر لیا ہے۔ لازم قرار دے دیا ہے کہ اگر کوئی بندہ غفلت سے یا غلطی سے کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے اور اس میں تکرار بھی پایا جائے یعنی بار بار غلطیوں پر بار بار توبہ ہے تب بھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ چنانچہ

بندہ کے تواب ہونے کا مطلب

یہ ہے کہ وہ بار بار توبہ کرتا ہے اور بعض صورتوں میں گناہ کی تکرار ہوگی تبھی توبہ کی تکرار ہوگی۔ اس ضمن میں احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر سے ثابت ہے کہ ایسی صورت میں اس کا انجام اس کی آخری حالت کے مطابق طے ہوگا۔ اگر وہ توبہ کی حالت میں جان دے رہا ہے تو اس کے لئے بھی ضمانت ہے اور چونکہ بندہ کا اس بات میں اختیار نہیں ہے کہ وہ کب مرے، اس لئے جہاں تک بندہ کا تقاضا ہے اسے بہرحال یہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ تائب رہے۔ کیونکہ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے۔ پس اگر آپ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی ضمانت چاہتے ہیں تو توبہ کی طرف متوجہ ہوں۔

اس ضمن میں میں نے کچھ احادیثِ نبویہؐ کا انتخاب کیا ہے جو دراصل قرآن کریم کی مختلف آیات کی تفسیر بیان کرتی ہیں۔ اور مختلف پہلوؤں سے توبہ کے مضمون پر روشنی ڈالتی ہیں۔

جامع الترمذی (ابواب صفۃ القیامۃ) کی حدیث ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہر انسان خطا کا پتلا ہے۔ لیکن ان خطاکاروں میں سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔

پھر الترغیب والترہیب (الجزء الخامس کتاب التوبۃ والزھد) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی یاد سے اُس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔ اور اُس کے جوارح اور اُس کے زمینی آثار سے بھی اُس کے نشان مٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا۔ اور کوئی اس کے گناہوں کا شاہد نہ ہوگا۔ تواب میں ان معنوں کی جو شدت پائی جاتی ہے، یہ حدیث اس کی مظہر ہے۔ یعنی تواب میں تکرار بھی پایا جاتا ہے اور معنوں کی شدت بھی پائی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے انتہا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ انسانی تصور بھی اس حد تک نہیں پہنچ سکتا جس حد تک اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

پھر الترغیب والترہیب ہی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مومن گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ پس وہ شخص بہت ہی خوش نصیب اور خوش بخت ہے جو توبہ کی حالت میں فوت ہو جائے۔ پس آخری حالت ہی فیصلہ کرے گی کہ بندہ کی توبہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ پر اس بندے کی بخشش فرض ہے یا نہیں۔ اس لئے نیک انجام کے لئے لوگ دعاؤں کے لئے کہتے اور خود بھی دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ انجام بالخیر ہو۔

سنن ابن ماجہ (کتاب الزّھد، ذکر التوبۃ) میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ

گناہ سے سچی توبہ کرنے والا

ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یعنی گناہ کے محرکات اُسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے۔ گناہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کی تشریح خود آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ تم توبہ کے ساتھ گناہ پر اصرار کرتے چلے جاؤ تب بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ فرمایا اگر اللہ تم سے محبت کرتا ہے تو گناہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی گناہ سے تمہیں نفرت ہو جائے گی۔ تم پر اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔ اگر اثر انداز ہوگا تو نقصان ضرور پہنچائے گا۔ پس نقصان نہ پہنچانے کا یہ مطلب ہے آنحضورؐ کے اپنے الفاظ میں کہ گناہ کے محرکات تمہیں بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے۔ اور گناہ کے بدنتائج سے اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھتا ہے۔ یعنی سابقہ گناہوں کے بارہ میں یہ سلوک فرماتا ہے کہ اُن کے بدنتائج سے محفوظ کر دیتا ہے اور آئندہ یہ سلوک فرماتا ہے کہ گناہ کی طرف سے میلان ہٹ جاتا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ فرمایا۔ سچی ندامت اور پشیمانی توبہ کی علامت ہے۔

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہؓ کی بیماری میں اُن کی عیادت کو گیا۔ انہوں نے دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک تو اُن کے اپنے بارہ میں تھی اور دوسری رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بارہ میں تھی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ خدا تعالیٰ اپنے مومن بندہ کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بے آب و گیاہ جنگل میں ہو۔ یعنی کسی ایسے صحرا میں ہو جہاں نہ پانی ملے اور نہ سبزہ ہو۔ اس کے پاس اس کی سواری ہو جس پر اس نے اپنے کھانے پینے کا سامان بھی لاد رکھا ہو۔ وہ شخص کسی جگہ ستانے کے لئے لیٹ جائے اور اسے نیند آجائے۔ لیکن جب جاگے تو دیکھے کہ اس کی سواری گم ہو گئی ہے۔ وہ اس کی تلاش میں مارا مارا پھرے اور آخر پیاس سے نڈھال ہو جائے اور دل میں یہ کہے کہ چلو اب میں اسی جگہ واپس جاتا ہوں۔ اور اسی سائے تلے لیٹ کر موت کا انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی جگہ پر چلا جاتا ہے اور اس نیت سے سوجاتا ہے کہ اب میں کبھی آنکھ نہیں کھولوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بڑا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے آپ فرماتے ہیں وہ اپنی ہتھیلی اپنے سر کے نیچے رکھ لیتا ہے اور سوجاتا ہے۔ جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو سواری کو وہیں پاتا ہے جہاں وہ پہلے کھڑی تھی۔ اور اس پر اس کا کھانا بھی موجود ہوتا ہے اور اس کا پانی بھی موجود ہوتا ہے۔

ایک مومن بندہ کی توبہ

پر خدا تعالیٰ کو جو خوشی ہوتی ہے وہ اس شخص کی خوشی سے بہت زیادہ ہے جو اس حالت میں اپنی سواری کو دوبارہ پالیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بہا)

یہ ہیں توّاب کے معنی یعنی توّاب میں صرف تکرار نہیں بلکہ معنوی طور پر اتنی شدت ہے کہ کوئی انسان اپنی کیفیت کے مطابق سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ انسان کو خدا کی صفت توّابیت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ آپ نے بھی کئی دفعہ توبہ قبول کی ہوگی۔ بچوں کی توبہ مائیں بھی قبول کرتی ہیں، باپ بھی قبول کرتے ہیں۔ لوگ نوکروں کی توبہ قبول کر لیتے ہیں، ماتحتوں کی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔ کبھی آپ کو اتنی خوشی ہوئی ہے، اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انسان اس کا ہزارواں حصہ بھی خوشی محسوس نہیں کرتا جتنی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس حدیث کے مطابق اللہ کو اپنے بندہ کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اگر تم گناہ پر گناہ کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو بھی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر سکتا ہے۔

(الترغیب والترہیب۔ الجزء الخامس کتاب التوبہ والزہد)

یعنی توبہ کے لئے نہ وقت کی قید ہے نہ اس بات کی قید ہے کہ گناہوں کی مقدار کتنی ہے۔ کوئی حد نہیں ہے۔ اور توّاب میں جو مبالغہ پایا جاتا ہے وہ ایسا مبالغہ ہے جو سو فیصدی درست ہے۔ عربی میں جب مبالغہ کہتے ہیں تو صفت مبالغہ مراد ہوتی ہے یعنی ایک معمول کی حیرت انگیز شدت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے معاملہ میں مبالغہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ لامحدود ہیں اس لئے توّابیت بھی ایسی لامحدود صفت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہوں کی بھی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اگر کسی کے گناہ زمین سے آسمان تک پھیلے ہوں اور اُسے یہ توفیق مل جائے کہ مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اس کے حق میں اللہ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا کہ میں توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں اور اُن کو بخشش دیتا ہوں۔ لیکن توبہ کیا ہے اس کے متعلق میں آگے چل کر ذکر کروں گا کہ توبہ یہ نہیں ہے کہ منہ سے توبہ کر لی جائے اور پھر گناہ جان بوجھ کر کئے جائیں اور ان کے کرنے پر جرأت کی جائے بلکہ

توبہ کیلئے ایک قلبی کیفیت

ضروری ہے جو انسان کی بالکل کایا پلٹ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کئے، وہ جو مضمون چل رہا تھا کہ وہاں تک گناہ ہو جائیں کہ بخشے جائیں گے کتنے بڑھ جائیں تو پھر اللہ نہیں بخش سکتا۔ یہ کسی کے دل میں وہم پیدا ہو تو اس کے رد کے لئے یہ فرمان نبوی ہے۔ یہ روایت حدیثوں کی اور بھی کتب میں کئی طریقوں سے مروی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کئے۔ پھر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیا اس کے لئے توبہ کی کوئی گنجائش باقی ہے؟ چنانچہ وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے اس نے پوچھا کہ کیا میرے لئے بھی کوئی توبہ کی گنجائش ہے؟ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں۔ تو راہب نے جواب دیا کہ نہیں تیرے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ وہ اپنے رب کی طرح توّاب نہیں تھا۔ نہ بندوں پر توّاب بن سکتا تھا۔ تو اس شخص نے جب اس سے یہ سنا کہ توبہ کی گنجائش ہی کوئی نہیں تو اس نے سوچا جہاں ننانوے قتل کئے ہیں وہاں ایک اور کرکے سو ہو جائیں تو ایک ہی بات ہے۔ چنانچہ اس نے راہب کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے سو قتل پورے ہو گئے۔ یعنی اس کا گناہ درجۂ کمال تک پہنچ گیا۔ یہ دراصل ایک تمثیل ہے جو اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔ ننانوے اور سو کے درمیان جو ایک کا فرق ہے وہ ایک چیز کو درجۂ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ تبھی آپ نے کرکٹ میں دیکھا ہوگا کہ ننانوے رنز کے اوپر اگر کوئی آؤٹ ہو جائے تو اس کو زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ کوئی بہتر رنز پر آؤٹ ہو۔ کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ درجۂ کمال تک پہنچنے لگا تھا مگر رہ گیا۔ پس

سَو کا ہندسہ درجۂ کمال کا مظہر ہے

مجھے یاد ہے ایک دفعہ لاہور میں کرکٹ کا ایک کھلاڑی انڈیا کی ٹیم کے خلاف ۹۹ رنز بنا کے اور آؤٹ ہوگیا تو کرکٹ کا ایک عاشق بچہ جو ریڈیو پر یہ سُن رہا تھا اس کی حرکت قلب بند ہوگئی۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس انسانی فطرت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ یعنی خدا نے اُسے گناہ کی جو طاقت دی تھی اور اس کے اندر جو سرشت موجود تھی اور جسے اس نے غلط رستے پر ڈال دیا تھا وہ ابھی اس میں درجۂ کمال تک نہیں پہنچا تھا۔ تو سواں قتل کرکے وہ گویا درجۂ کمال تک پہنچ گیا۔ یعنی اس کا برتن پوری طرح گناہوں سے لبریز ہو گیا۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں تب وہ ایک اور راہب کے پاس گیا۔ ... اس نے پوچھا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں۔ کیا میرے لئے اس بات کی کوئی گنجائش ہے کہ میں توبہ کروں اور اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ تو اس راہب نے کہا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ اگر تم توبہ کرو تو وہ تمہیں معاف کر سکتا ہے۔ اس نے اس سے پوچھا کہ پھر مجھے رستہ بتاؤ کہ میں کیسے توبہ کروں۔ راہب نے جواب دیا کہ جس بستی میں تم رہتے ہو وہ گندے لوگوں کی بستی ہے۔ اگر تم واپس اس بستی میں لوٹ گئے تو پھر تم گناہ کی طرف مائل ہو جاؤ گے۔ میں ایک ایسی بستی کو جانتا ہوں جہاں خدا کے نیک اور عبادت گزار بندے رہتے ہیں جو دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر تم اس بستی تک پہنچ جاؤ اور ان کے ساتھ شامل ہو کر اللہ کی یاد میں بقیہ زندگی بسر کرو تو میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی۔ یہ سُن کر وہ اپنی بستی کی طرف جانے کی بجائے اس بستی کی طرف چل پڑا جو نیک لوگوں کی بستی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ راستے ہی میں مر گیا۔ لیکن اس حالت میں اس نے جان دی کہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا اس بستی کی طرف حرکت کر رہا تھا جہاں اُس کے گناہ بخشنے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے بخشش اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان یہ جھگڑا دیکھا۔

بخشش کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی طرف مائل تھا اور اس طرف جاتے ہوئے مرا ہے۔ اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ ابھی اس کی توبہ کہاں! ابھی تو اس نے توبہ کا ارادہ ہی کیا تھا اور ابھی اس کی توبہ کے درمیان بہت فاصلہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتے کو انسانی شکل میں متمثل فرما کر ان کے سامنے بھیجا اور ان کو یہ ارشاد ہوا کہ اس کو ثالث بنا لیا جائے۔ چنانچہ انسانی شکل میں متمثل ہونے والے فرشتے نے فاصلہ ناپا کہ جس بستی سے وہ چلا تھا مرتے وقت اس سے کتنا فاصلہ تھا۔ اور جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس سے کتنا فاصلہ تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ گھسٹتے گھسٹتے ایک بالشت (نیک لوگوں کی بستی کی طرف زیادہ) بڑھ چکا تھا۔ یہ ایک طرز بیان ہے جو بہت ہی پیارا ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ اگر سچی توبہ ہو تو مرتے دم تک انسان گھسٹ گھسٹ کر بھی تو اب خدا کے حضور حاضر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ یہی آخری ایک بالشت تھی جس نے اسے بچا لیا

(صحیح مسلم کتاب التوبہ باب قبول توبۃ القاتل وَاِنْ کَثُرَ قَتْلُہٗ)

ایک اور روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ جس فرشتے کو ثالث بنایا گیا تھا وہ جب زمین ناپ رہا تھا گناہ والی بستی کی طرف کی تو زمین سکڑ کر چھوٹی ہو جاتی تھی۔ اور جب وہ اس طرف کی زمین ناپتا تھا جس طرف اس کے لئے بخشش مقدر تھی تو زمین ناپتا تھا جس طرف اس کے لئے بخشش مقدر تھی تو زمین پھیلتی چلی جاتی تھی اور فاصلہ بڑھتا چلا جاتا تھا۔

پس یہ ہے ہمارا تواب خدا جو اپنے بندوں پر اس طرح بار بار رحمت فرماتا ہے اور اس کی بخشش کی کوئی حد نہیں۔ اس کے باوجود اگر انسان گناہوں پر اصرار کرے اور اپنے رب کی طرف توجہ نہ کرے تو بہت ہی بدبختی ہوگی کہ توبہ کی حالت میں جان دینے کی بجائے وہ گناہ کی حالت پر اصرار کرتے ہوئے جان دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توبہ کا فلسفہ

بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"توبہ اس بات کا نام نہیں کہ صرف منہ سے توبہ کا لفظ کہہ دیا جاوے، بلکہ حقیقی توبہ یہ ہے کہ نفس کی قربانی کی جاوے۔ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اپنے نفس پر انقلاب ڈالتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں وہ مر جاتا ہے۔ خدا کے لئے جو تغیر عظیم انسان دکھ اٹھا کر کرتا ہے تو اس کی گزشتہ بداعمالیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جس قدر ناجائز ذرائع معاش کے اس نے اختیار کئے ہوتے ہیں، ان کو وہ ترک کرتا ہے۔ عزیز دوستوں اور یاروں سے وہ جدا ہوتا ہے۔ برادری اور قوم کو اس خدا کے واسطے ترک کرنا پڑتا ہے۔ جب اس کا صدق کمال تک پہنچ جاتا ہے تو وہی ذات پاک تقاضا کرتی ہے کہ اس قدر قربانیاں جو اس نے کی ہیں اس کے اعمال کے لئے کافی کفارہ ثابت ہوں۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۵۱)

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

"توبہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ بدی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف قدم آگے بڑھانا۔ توبہ ایک موت چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے۔ اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا ہو جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔ نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان نہ ہاتھ نہ پاؤں۔ سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہوا نظر آجاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں۔ یہ تو کوئی اور ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ

برکات کا سرچشمہ

ہے۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے ہیں اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلاتا ہے۔ اسی حالت میں وہ خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنے رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن کے ساتھ اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے انہیں اپنا وطن مقرر کر لیا ہوا ہے۔"

یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تعریف فرمائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر مزید روشنی ڈال رہے ہیں (کہ انسان اپنے معاصی سے جن کے ساتھ اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے انہیں اپنا وطن مقرر کر لیا ہوا ہے)

"گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ تو توبہ کے معنے یہ ہیں کہ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنا ہے۔"

اب دیکھئے اس حدیث کا تصور دوبارہ ذہن میں لائیں اور دیکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمثیلی کلام میں اس توبہ کرنے والے کو ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف جاتے ہوئے دکھایا تھا۔ تو عارف باللہ کے کلام کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں جس طرح لہریں آپس میں ملتی ہیں۔ اس طرح عارف کے دل کی حرکت اور اس کا تموج بھی ایک دوسرے عارف باللہ کے دل کی حرکت اور اس کے تموج کے ساتھ ہم آہنگ ہو جایا کرتا ہے۔ بظاہر وہ کتنی پیاری کہانی ہے لیکن حقیقت میں ایک تمثیلی کلام ہے جس میں

معرفت کے گہرے راز

ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کچھ فرما رہے ہیں اسی کی تفسیر ہے۔ اپنا وطن اس نے مقرر کر لیا ہوا ہے۔ گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ پس توبہ کے معنے یہ ہیں کہ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنے کے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے۔ اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کے چھوڑنے میں تو اسے سب یار دوست سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش، ہمسائے، گلیاں، کوچے، بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے۔ یعنی اس وطن میں پھر کبھی نہیں آتا۔"

یعنی ایسی نیت سے جانا پڑتا ہے کہ سب چیزوں کو پھر نہیں دیکھوں گا۔ ان سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق ہو رہی ہے۔ اور

اسی کا نام موت ہے

چنانچہ بار بار اس منظر کو موت کے ذریعہ پیش کرنا بعینہٖ سو فیصدی درست ہے اور پوری طرح اطلاق پاتا ہے اس صورت حال پر۔ اور کیسا پیارا نقشہ کھینچا ہے۔ گناہوں کی بھی گلیاں ہوتی ہیں۔ گناہوں کے بھی فرش ہوتے ہیں۔ گناہوں کے بھی در و دیوار ہوتے ہیں۔ ان کی بھی دوستیاں اور یاریاں ہوتی ہیں۔ اور ایک گناہ جس سے انسان بڑی دیر تک لذت پاتا رہا ہو، اس کے ساتھ ایسی محبت محسوس کرتا ہے جیسے وطن مالوف سے۔ اور اس سے پھر الگ ہونا اور اس کامل یقین اور ارادہ کے ساتھ الگ ہونا کہ اب میں کبھی اس پر دوبارہ نظر نہیں ڈال سکوں گا۔ یہ ہے وہ موت یعنی ترک وطن کی موت جہاں گناہوں کے وطن کو چھوڑ کر انسان نیکیوں کے وطن کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (متفق علیہ)

(ترجمہ)

ظالم قیامت کے دن کئی اندھیروں میں ہوگا!!

محتاجِ دعا: یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور۔ اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔ جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اس کے سامنے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ جب تک اس کو ان کا نعم البدل نہ عطا فرما دے، نہیں مارتا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ میں یہی اشارہ ہے کہ وہ توبہ کر کے غریب بے کس ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے محبت اور پیار کرتا ہے اور اسے نیکوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور ناامید مت ہو اور یہ خیال مت کرو کہ ہمارا نفس گناہوں سے بہت آلودہ ہے ہماری دعائیں کیا چیز ہیں اور کیا اثر رکھتی ہیں کیونکہ انسانی نفس جو دراصل محبت الٰہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اگرچہ گناہ کی آگ سے سخت مشتعل ہو جائے پھر بھی اس میں ایک قوت توبہ ہے کہ اس آگ کو بجھا سکتی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو ایک پانی کو کیسا ہی آگ سے گرم کیا جائے مگر باہم جب آگ پر اُس کو ڈالا جائے تو وہ آگ کو بجھا دے گا۔" (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"پس اُٹھو اور توبہ کرو

اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا سو اپنے خدا کو جلدی راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے یعنی طاعون کے زور کا دن جس کی نبیوں نے خبر دی ہے۔ تم خدا سے صلح کرو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستّر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۳۹)

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے سلسلہ میں

نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا پانچ نکاتی پروگرام

۱۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک یعنی ۸۰ سے کچھ زائد مہینوں تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھیں جس کے لئے ہر محلّہ، قصبہ یا شہر میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

۲۔ دو نفل روزانہ نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم از کم سات مرتبہ روزانہ سورۂ فاتحہ کی دُعا پڑھی جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔

۴۔ تسبیح و تحمید، درود شریف اور استغفار ۳۳۔۳۳ بار روزانہ پڑھے جائیں۔

۵۔ مندرجہ ذیل دُعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔

(۱)۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

(۲)۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

نوٹ: تسبیح و تحمید:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

درود شریف:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

استغفار:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

تیسری اور آخری قسط

اِک حرفِ ناصحانہ

از نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ

قرآن و سنّت کو اپنے لئے واجب الاطاعت یقین رکھتے ہوئے وہ شرعاً مختار ہی نہیں کہ قرآن و سنّت کی مصطلحات کے علاوہ کوئی اور مصطلحات استعمال کریں جو ان کے عقیدے کے صریح خلاف ہوں۔ پس جب تک زبردستی ان کو اس امر پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ قرآن و سنّت کو نعوذ باللہ جھوٹ اور افترا یقین کریں جس طرح یہود اور عیسائی اور ہندو یقین کرتے ہیں ان کو قرآن و سنّت پر عمل سے روکنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

کسی کا یہ گمان بھی کہ احمدی آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں اس لئے مستوجب سزا ہیں حقیقت پر مبنی نہیں۔ جیسا کہ اوپر قدرے تفصیل سے عرض کیا گیا ہے کہ احمدی دل و جان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاطاعت یقین کرتے ہیں اور اپنے عقیدہ اور ایمان کی رُو سے قرآنی شریعت پر عمل پیرا ہونے پر مجبور ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ان کا ایمان ہے اس لئے ان کے اس مذہب کا نام آپ جو چاہیں رکھیں، دستور کے آرٹیکل ۲۰ مذکورہ کے تحت احمدی کو یہ حق حاصل ہے کہ جس مذہب پر وہ یقین رکھتے ہیں اس پر آزادی سے عمل پیرا ہوں۔ احمدی اپنے آپ کو اپنے منہ سے غیر مسلم نہیں کہہ سکتے۔ وہ صرف ایسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ احمدی نعوذ باللہ اسلام کو ایک جھوٹا مذہب سمجھیں۔ ملکی قانون انہیں اجازت دیتا ہے کہ احمدی آئینی ترمیم کے سبب غیر مسلموں کے ساتھ اپنا ووٹ بنوالیں لیکن احمدیوں نے ایسا نہیں کیا محض خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو اس آئینی حق سے بخوشی محروم کر لیا۔ پس اگر اسلام اور توحید اور رسالت سے انکار کی بجائے احمدیوں نے اپنے شہری حقوق سے محرومی کو قبول کر لیا تو اسے قانون شکنی قرار دینا کسی کو زیب دیتا ہے جسے قانون کی الف ب سے بھی واقفیت نہ ہو۔ مزید برآں اگر کوئی اپنے بنیادی انسانی اور آئینی حق سے محض اس لئے محروم رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہو کہ وہ اپنے ایمان اور عقیدہ کے خلاف اقرار نہیں کرتا تو یہ اس کے لئے ایک سخت سزا ہے جو اسے پہلے ہی کے جرم میں دی جا رہی ہے۔ اس سزا کو جرم قرار دے کر اس کے لئے ایک نئی سزا کا مطالبہ کرنا انسانی ناانصافیوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہا ہے۔ اس باب کو روشن سمجھیں یا سخت تاریک سمجھیں یہ فیصلہ بھی زاویۂ نظر کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ایک مسلمان کے زاویہ سے دیکھا جائے تو کیا نتیجہ نکلے گا۔

احمدی اپنے آپ کو خود غیر مسلم کیوں نہیں تسلیم کرتے اس لئے کہ وہ اس بارہ میں بالکل بے اختیار ہیں۔ اگر کسی جمہوری اکثریت کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی جمہوری اقلیت کے مذہب کا نام تجویز کرے، تو اس اقلیت کو یہ حق کیوں نہیں کہ خود اپنا نام اپنے عقائد کے مطابق رکھے۔ لیکن جمہوری تقاضوں سے قطع نظر بھی اس معاملہ میں احمدیوں کے لئے کوئی اختیار نہیں ہے۔ جب تک وہ قرآن کریم کو جھٹلائیں نہیں وہ لازماً اس نام کو تبدیل کرنے کا حق نہیں رکھتے جو قرآن کریم خود اپنے ماننے والوں کو عطا کرتا ہے۔ پس جب تک کوئی ایسا قانون کسی ملک میں نافذ نہ کیا جائے کہ ملکی دستور جس شخص کو غیر مسلم قرار دیتا ہے اسے اس حق سے بھی محروم کرتا ہے کہ قرآن کو کلام الٰہی یقین کرے اور آخری واجب الاطاعت شریعت قرار دے۔ اسے اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ خود ہی اپنی واجب الاطاعت شریعت کی صریح خلاف ورزی کرے۔ پس اگر اکثریت کو یہ حق حاصل ہے کہ احمدی کو اس کے عقیدے کے خلاف کچھ قرار دے تو احمدی کو بدرجہ اولیٰ یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو وہی قرار دے جو اس کا عقیدہ ہے۔ اسے قانون شکنی قرار دینا مسخرا پن نہیں تو اور کیا ہے۔

درخواست ہائے دُعا

○ — مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال آمد تحریر کرتے ہیں کہ مکرم محمد ناصر صاحب احمدی، مسکر (یوپی) نے فوٹو گرافی کی ایک نئی دکان کھولی ہے موصوف مبلغ ۱۰/- روپے نوٹ ملات ہیں ادا کر کے اپنے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے ○ — مکرم مرزا مجیب احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری شکل میں بیٹا مرکز عطا کیا ہے بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق پانے اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

قسط اوّل

ذکرِ حبیب علیہ السلام

تقریر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقفِ جدید جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۳ء

اس دفعہ ذکرِ حبیبؑ کے سلسلہ میں خاکسار نے ذیل کے عنوانات مدِّنظر رکھے ہیں: حضور کی زیارت کے بارے احباب کا وفورِ شوق۔ مہمانوں سے حضور کی شفقت۔ بعض اعجازی واقعات۔ فونوگراف سے تبلیغ۔ سلسلہ کی مالی مشکلات۔ توکّل علی اللہ۔ حضور کے ذریعہ تطہیرِ قلوب۔ حضور کی شدید مخالفت اور حضور کا اللہ تعالیٰ کی خاطر ذلّت قبول کرنا باعثِ صد برکات ہونا۔

زیارت کا وفورِ شوق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزندِ جلیل بنا کر اسلام کی دُنیا بھر میں اشاعت کا عظیم الشان کام آپؑ کے سپرد کیا۔ دلائل و نشانات اور فہم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ آپؑ میں ایک خاص کشش اور جاذبیت ودیعت کی۔ جیسے پروانے شمع پر عاشق ہوتے ہیں اسی طرح احباب آپؑ سے گہری عقیدت اور محبت رکھتے تھے اور آپؑ کی ملاقات سے سیر نہ ہوتے تھے۔ ان کے دل حضور سے معلق رہتے تھے۔ زائرین کی کثرت کی وجہ سے لنگر خانہ والوں کی معذوری کا ذکر حضورؑ ایک مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ میں یوں فرماتے ہیں:-

"واقعی لنگر خانہ کے لوگ ایک طرف تاکید کی جائے دوسری طرف پھر غافل ہو جاتے ہیں۔ (بوجہ) کثرتِ آمد مہمانوں کی طرف سے بعض اوقات وہ دیوانہ کی طرح ہو جاتے ہیں۔"

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۲۸۶)

حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (۱۸۸۲ء کے قریب) جب مَیں پہلی بار قادیان آیا تو دیکھتے ہی آپؑ کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ حالانکہ نہ آپؑ نے کوئی بات کی تھی۔ نہ آپؑ کی کوئی تحریر مَیں نے پڑھی تھی۔ مَیں چند دن قادیان میں ٹھہر کر واپس ہوا۔ بٹالہ پہنچا تو پھر واپس آنے کو دل چاہا اور وہاں سے واپس آکر پھر کئی دن ٹھہرا۔ مَیں لمبا لمبا عرصہ حضور کے پاس ٹھہرتا رہا۔ بعض دفعہ ہم صرف دونوں ہی ہوتے تھے۔ لیکن آپؑ کی زیارت سے میرا دل کبھی سیر نہیں ہوا۔

نیز آپؑ حضور سے اپنی شدید محبت کی یہ عجیب بات بیان کرتے ہیں کہ جس وقت بھی مجھے ایک آدھ روپیہ قادیان آنے کے لئے کرایہ کے لئے مل جاتا تو مَیں رُک نہیں سکتا تھا اور قادیان پہنچ جاتا تھا اور واپسی کے کرایہ کا فکر نہ ہوتا اور مَیں سمجھتا کہ واپس جانے کا سامان اللہ تعالیٰ خود کر دیگا۔ (رپورٹ مشاورت ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۴۳)

موضع سیکھواں، لاہور اور کپور تھلہ سے احباب بکثرت قادیان آتے تھے۔ اور حضور کی زیارت کو اور حضور کے زندگی بخش کلام سُننے کو عین سعادت سمجھتے تھے۔

موضع سیکھواں کے مخلص احباب میں سے کسی وقت قادیان آکر رات کو جا کر حضرت اقدسؑ کی مجلس کی باتیں سُناتا تو بعض دفعہ دوسرے ساتھیوں میں اتنا جوش پیدا ہوتا کہ وہ رات کو روانہ ہو جاتے اور موسم سرما کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہر کے سرد پانی میں گذر کر قادیان آکر حضور کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے۔ ایک دفعہ ان میں سے حضرت منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی رضی اللہ عنہ سے حضرت اقدسؑ کے خُسر حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مَیں آپ کو ہمیشہ قادیان میں دیکھتا ہوں آپ اپنے گاؤں کا پٹوار کا کام کب کرتے ہیں۔

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب رضی اللہ عنہ نے مجسٹریٹ سے جس کے ماتحت آپ کام کرتے تھے، ایک روز کہا کہ مَیں نے قادیان جانا ہے اس لئے آج کام جلد ختم کر دیا جائے۔ مجسٹریٹ نے اس بات کو ناپسند کیا۔ منشی صاحب نے کہا کہ مَیں بددُعا کر دوں گا۔ مجسٹریٹ کا لڑکا بیمار ہو گیا پھر وہ خود ہی ہر ہفتہ کے روز دوسرے اہلکاروں سے کہہ دیتا کہ آج کام جلد ختم کرنا ہے۔ منشی صاحب نے قادیان جانا ہو گا۔ (اصحاب احمد جلد چہارم)

مہمانوں سے حضورؑ کی شفقت

مہمانوں سے حضرت اقدسؑ کا سلوک برادرانہ شفقت کا ہوتا تھا۔ اور حضور بے تکلفی سے ان کی تواضع فرماتے تھے۔

جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب (نوبل انعام یافتہ) کے نانا حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دو افراد حضور کی دہلی میں شادی سے پہلے آتے تو مسجد مبارک کے ملحقہ کمرہ بیت الفکر میں حضورؑ کے پاس ہی ٹھہرتے۔ سماوار میں چائے کا انتظام ہوتا۔ پاس ہی شکر ہوتی حضورؑ فرماتے جتنی دفعہ چاہو پیو۔ اور اپنے ہاتھ سے خربوزہ وغیرہ عطا فرماتے۔ اور فرماتے کہ یہ کھاؤ یہ بہت میٹھا ہے۔ بعد میں جب ایک بچہ فوت ہوا اور مَیں گاؤں سے مسجد مبارک میں آیا تو حضور مجلس میں تھے۔ دیکھکر مجھے اپنے پاس بُلایا اور فرمایا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ آپ نے بہت صبر کیا ہے اور دعا فرمائی۔

(سیرۃ المہدی)

ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نو مسلم حضور کے اخلاق کریمانہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ مَیں دو دن کی رخصت لے کر لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ بٹالہ میں رات کو ٹرین سے پہنچا اس لئے رات کو وہیں رہا۔ اور صبح بہت سویرے روانہ ہو کر قادیان پہنچا ابھی سورج تھوڑا ہی نکلا تھا۔ مَیں پُرانے بازار کی طرف سے آرہا تھا۔ (یعنی جو مسجد اقصیٰ کے قریب شرقاً غرباً ہے) تو مَیں نے اس جگہ جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا مکان بن گیا تھا (جو بعد میں حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہؓ والا مکان ہوا) حضرت اقدسؑ کو ایک مزدور کے پاس کھڑے دیکھا جو کہ اینٹیں اُٹھا رہا تھا۔ حضور نے مجھے دیکھ لیا اور دیکھتے ہی مزدور کے پاس سے آکر راستہ پر کھڑے ہو گئے۔ مَیں نے قریب پہنچ کر سلام عرض کیا تو حضور نے جواب دیا۔ اور پوچھا کہ آپ اسوقت کہاں سے آئے ہیں۔ مَیں نے عرض کی کہ مَیں رات بٹالہ میں رہا ہوں۔ اور وہاں سے سویرے چل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا پیدل آئے ہو۔ تو عرض کیا کہ ہاں حضور۔ آپؑ نے افسوس کا اظہار کیا کہ آپ کو تو بڑی تکلیف ہوئی ہو گی۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

پھر حضور نے پوچھا کہ چائے پیو گے یا لسّی۔ مَیں نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں پیوں گا۔ فرمایا تکلّف کی ضرورت نہیں۔ ہمارے گھر میں گائے ہے۔ جو کہ تھوڑا سا دودھ دیتی ہے۔ گھر والے دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت دونوں چیزیں موجود ہیں۔ جو چاہو پی لو۔ مَیں نے لسّی کے لئے عرض کیا اور حضور کے ارشاد پر مسجد مبارک میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بیت الفکر کا دروازہ کھُلا اور حضور ایک کوری ہانڈی لسّی کی خود اُٹھائے ہوئے لائے جس کی چپنی پر نمک تھا اور گلاس تھا۔ اور ہانڈی میرے سامنے لا کر رکھ دی۔ اور اپنے دستِ مبارک سے گلاس بھرنے لگے۔ لیکن مَیں نے گلاس پکڑ لیا۔ اتنے میں اور چند دوست آگئے اور مَیں نے ان کو بھی لسّی پلائی اور خود بھی پی۔ اور پھر حضور خود ہی برتن لے کر اندر تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ستمبر ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء کی بات ہے کہ والد صاحب سید حامد شاہ صاحبؓ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مَیں بیت الفکر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہم دوپہر کا کھانا مسجد مبارک میں یا ساتھ کے اسرخ روشنائی والے نشان والے) کمرہ میں اور شام کا کھانا مسجد مبارک کی چھت پر کھاتے تھے۔ ایک دن دوپہر کا کھانا ہم مسجد مبارک میں کھا رہے تھے۔ کہ بیت الفکر کا دروازہ کھٹکا۔ مَیں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک طشتری ہے جس میں ایک ران بھُنے ہوئے گوشت کی ہے۔ وہ حضور نے مجھے دیدی اور حضور خود واپس اندر تشریف لے گئے۔ اور ہم نے بہت خوشی سے اسے کھایا۔ اس شفقت اور محبت کا اثر اب تک میرے دل میں ہے۔ اور جب کبھی مَیں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل خوشی اور فخر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔

(اصحاب احمد جلد یاز دہم۔ صفحہ ۵۲)

بعض اعجازی واقعات

(۱):- حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رئیس لاہور ایک بہت بڑے بزرگ اور مخلص احمدی تھے۔ ان کے خاندان میں صحابہ کی بہت بڑی تعداد تھی۔ ان کی دو منزلہ عمارت "مبارک منزل" مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ کے قریب اب بھی موجود ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔

میاں چراغ دین صاحبؓ ایک عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں قادیان آیا۔ دو چار دن کے بعد جب مَیں جانے لگا تو خیال ہوا کہ اگر مَیں آج واپس نہ جاؤں تو کل دفتر میں دس بجے کی بجائے بارہ بجے

حاضر ہو جاؤں گا۔ میرے تجھے بچے بیمار ہیں۔ چار دن کا۔ اس طرح آج کی رات اور مستفیض ہونے کا موقعہ مل جائے گا۔ سو میں ٹھہر گیا۔ صبح چھ بجے جب حضور سیر کو نکلے تو میں نے واپسی کے لئے اجازت چاہی۔ آپ نے دعا فرمائی اور اجازت دے دی۔

جب میں جانے لگا تو فرمایا ابھی وقت ہے آؤ سیر کو چلیں۔ میں حضور کے ساتھ ہو لیا۔ اڑھائی گھنٹہ کے بعد جب حضور سیر سے واپس آئے تو مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اجازت ہے۔ میں چھپکا ہو کر چل پڑا۔ اور یکہ پر گیارہ بجے سٹیشن بٹالہ پر پہنچا۔ میرے وہاں پہنچنے پر گھنٹی بجی تو میں نے پوچھا کہ کدھر جانے والی گاڑی کی گھنٹی ہے۔ بتایا گیا کہ لاہور جانے والی ٹرین کی ہے جو دو گھنٹے لیٹ ہے۔ سو میں بآرام لاہور پہنچ گیا۔

(الفضل ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

(۲) :۔ اعجازی قوت کا ایک واقعہ سید احمد نور صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ

میرا ایک عزیز جہلم سے قادیان آیا۔ اس کے بعد جہلم میں پلیگ شروع ہو گئی۔ اس نے واپس جانے کی اجازت چاہی۔ فرمایا وہاں پلیگ ہے۔ یہاں ہی ٹھہرو۔ دو تین دن کے بعد اس نے پھر اجازت چاہی حضور نے اسے پھر ٹھہرنے کو کہا۔ اس نے دو تین دن کے بعد پھر اجازت مانگی۔ آپ نے پھر روک دیا۔ لیکن اس نے عرض کی کہ اب تو وہاں کچھ آرام ہے۔ حضور نے فرمایا اچھا جاؤ۔

اس نے کہا کہ اجازت مل گئی ہے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کیا حضور نے اس کو اجازت دیدی ہے۔ فرمایا کہ وہ اصرار کرتا تھا اس لئے میں نے کہا کہ جاؤ۔ اس پر میں نے گھر آکر کہا کہ اس سے آخری ملاقات کر لو۔ اُمید نہیں کہ یہ پھر آسکے۔ حضرت صاحب نے اسے تین دفعہ منع کیا ہے لیکن یہ باز نہیں آیا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور چند ہی دن میں فوت ہو گیا۔

(الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء غیر معمولی پرچہ صفحہ ۵)

(۳) :۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ بیان کرتے تھے کہ

مسجد اقصیٰ کے ساتھ مشرق کی طرف دارالبرکات ۱۹۰۳ء میں ایک ہندو ڈپٹی نے بنایا۔ وہ اس کی دوسری منزل بنانے لگا۔ تو چونکہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی بے پردگی ہوتی تھی۔ تو احمدی احباب نے عرض کیا کہ حضور قادیان کے مالک ہیں اس کو روکتے کیوں نہیں کہ وہ اس طرح تنگ نہ کرے۔ حضور نے فرمایا کہ صبر کرو۔ صبر سے کام لو۔ یہ دوسری منزل ہمارے لئے بنتی ہے ۔۔۔ اس وقت اس کی تعمیر پر اس کا غالباً چالیس ہزار روپیہ خرچ آیا تھا۔ مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکوں نے کہا کہ یہ مکان بہت منحوس ہے۔ اس میں ہماری موتیں ہی موتیں ہو رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان ہم سب کو کھا جائے گا۔ چنانچہ یہ مکان (خلافت ثانیہ میں) صدر انجمن نے چھ ہزار روپیہ میں خرید لیا اور اب اس میں سلسلہ کے دفاتر ہیں۔

(الفضل ۲۳ جون ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

(۴) :۔ صلیبی مذہب کو مغلوب کرنا مسیح موعودؑ کا ایک خاص کام تھا۔ اس سلسلہ میں یہ عجیب واقعہ قابل ذکر ہے کہ حضور کا جو مباحثہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ امرتسر میں پندرہ روز ہوا۔ ایک روز عیسائی شرارت کر کے مسلمانوں اور عیسائیوں کو جوش دلانے اور ہنسی مذاق کی ایک صورت پیدا کرنے کے لئے کچھ اندھے۔ لولے اور لنگڑے جمع کر کے لے آئے۔ اور انہیں ایک گوشہ میں چھپا کر بٹھا دیا۔ تجویز یہ تھی کہ ہم مرزا صاحب سے کہیں گے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں اور مسیح اندھوں کو بینائی دیتے تھے اور لنگڑوں اور لولوں پر ہاتھ پھیرتے اور وہ اچھے ہو جاتے تھے۔ آپ کو تکلیف سے بچا کر ہم ایسے لوگ جمع کر لائے ہیں۔ آپ ان کو اچھا کر کے دکھا دیں۔ اگر آپ کے معجزہ سے یہ اچھے ہو گئے تو ہم آپ کو اپنے دعویٰ میں سچا مان لیں گے۔

جس وقت یہ بات پیش کی گئی تو حضور علیہ السلام نے یہ جواب لکھوانا شروع کیا تو عیسائیوں نے ایک ایک کر کے ان سب اندھوں وغیرہ کو غائب کر دیا۔ حضور نے جواب لکھوایا کہ یہ دعویٰ عیسائی دنیا کا ہے کہ حضرت مسیح جسمانی اندھوں۔ لولوں اور لنگڑوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ اور حضرت مسیح کا قول انجیل میں درج ہے کہ اگر کسی میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو گا تو وہ تمام معجزے دکھا سکے گا جو میں دکھاتا ہوں۔ سو آپ لوگ جو مسیح کی طرف نمائندہ بن کر آئے ہو تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر تو ضرور ایمان ہو گا کیونکہ تم معمولی عیسائی نہیں بلکہ عیسائیوں کے پادری ہو۔ اور ہم شکر گزار ہیں کہ ہمیں اندھوں وغیرہ کو جمع کر کے لانے کی تکلیف سے بچا لیا۔ اور اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں تو تم مسیح کے نمائندے نہیں ہو سکتے اور معلوم ہو جائے گا کہ انجیل میں ایمان اور صداقت کا جو معیار بتایا گیا ہے اس پر آپ پورے نہیں اترتے ہیں۔

(الفضل جلد ۲۶ نمبر ۲۰۰ ۔ صفحہ ۴)

حضرت حکیم مولوی قطب الدین صاحبؓ کی ذیل کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کو اپنی صداقت پر یقین کامل تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ یہ خط ڈپٹی عبداللہ آتھم (عیسائی نمائندہ) کے ساتھ اس مباحثہ ہونے کی تجویز ہونے پر امرتسر ڈپٹی موصوف کے پاس میں لے جاؤں اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی غلام حسن صاحب کو بھی دکھا دوں۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ آپ نشانوں کے منکر ہیں اس لئے ایک سال قادیان میں آکر ٹھہریں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی قدرت کا کوئی خارق عادت نشان دکھلاؤں گا۔ سال بھر کا آپ کا خوراک کا خرچ میں دونگا۔ سوائے شراب کے جو کہ ہمارے مذہب میں ناجائز ہے۔ اگر اس عرصہ میں آپ نے کوئی خارق عادت نشان دیکھ لیا تو اسلام قبول کر لینا۔ اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا تو میں خرچ خوراک سے علاوہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ ہرجانہ بھی دونگا۔

میں نے یہ خط مولوی محمد حسین صاحب کو دکھایا۔ انہوں نے مولوی غلام حسین صاحب اور مولوی علی صاحب کو بھی دکھایا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم پسند نہیں کرتے کہ یہ خط ڈپٹی موصوف کو دیا جائے کیونکہ اگر ڈپٹی صاحب نے نشان دیکھکر بھی انکار کیا تو پھر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ یونہی سارا خرچ ضائع جائیگا اور اگر وہ زبانی مسلمان ہو گیا اور دل سے ایمان نہ لایا تو بھی کوئی فائدہ نہیں۔

شہر کے چند معززین کے ساتھ جا کر میں نے یہ خط ڈپٹی صاحب کو دیدیا۔ جنہوں نے اسے پڑھ کر اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔

(الفضل ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

افسوس! مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۸ مئی ۱۹۸۴ء۔ نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری مقیم قادیان مورخہ ۵ مئی ۸۴ء کو اپنے سفر پاکستان کے دوران بعمر قریب ستر سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم کے ساتھ ان کے بیٹے مکرم مظفر احمد صاحب اقبال بھی پاکستان گئے تھے چنانچہ کل مورخہ ۷ مئی ۸۴ء کو جنازہ ربوہ سے قادیان لایا گیا۔ اور آج ساڑھے گیارہ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے احاطہ لنگرخانہ میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے لہذا اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی اجتماعی دُعا کرائی۔

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور حافظِ قرآن تھے اور سالہا سال تک مسجد مبارک میں نماز تراویح پڑھانے کی سعادت پائی۔ شعری ذوق بھی رکھتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے مکرم حنیف احمد صاحب و مظہر الحق صاحب جو بیرون ملک ہیں اور مکرم حمید احمد صاحب ظفر و مکرم مظفر احمد صاحب اقبال قادیان میں مقیم ہیں اسی طرح دو صاحبزادیاں اہلیہ مکرم رفیع احمد صاحب مرحوم لندن و اہلیہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد پاکستان میں مقیم ہیں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

درخواست ہائے دعا

۰ ۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب آرا (بہار) تحریر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری چھوٹی لڑکی ڈاکٹر بشریٰ شمیم ایم بی بی ایس کو ڈی۔جی۔او کے امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی ہے اسی طرح موصوفہ نے ایم ڈی کے داخلہ کے امتحان میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ نیز لڑکے ڈاکٹر شاہ نعیم احمد بھی ایم ایس کے داخلہ کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں مبلغ ۴/- روپے مختلف مدات میں ادا کرتے ہوئے دونوں بچوں کے ایم ڈی اور ایم ایس کے داخلہ میں نصرت الٰہی اور نمایاں کامیابی عطا ہونے کے لئے ۔۔۔ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ احمدی مقیم کنوئس مجلدرک تحریر کرتی ہیں کہ ان کے لڑکے عزیز سمیع اللہ احمد صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں مبلغ ۴/- روپے مختلف مدات میں ادا کرتے ہوئے بیٹے کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں مخالفت کی تفصیل

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کی مخالفت ایک بار پھر اپنے عروج پر ہے۔ علماء کی طرف سے مختلف قسم کے مطالبات ہو رہے ہیں۔ اور مخالفت میں ہر ممکن حربہ اپنا رہے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کی دو مساجد کو شہید کر دیا گیا۔ محراب پور میں ایک احمدی کو شہید کیا گیا۔ چنیوٹ میں ایک احمدی کو زدوکوب کیا گیا۔ (تفصیل دوسری جگہ درج ہے)۔

ربوہ میں غیر احمدیوں کی مسجد کے امام مولوی اللہ یار ارشد نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کا روپیہ کھا لیا ہے۔ میں اِس مسجد (مسجد اقصیٰ) پر قبضہ کر کے دکھاؤں گا یا اِس کو گرا کر اِس کی جگہ دوسری مسجد بنا کر دکھاؤں گا۔ اِسی طرح ایک مسلح شخص نے ربوہ میں ایک احمدی کے گھر گھسنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس کو پکڑ کر حکام کے حوالہ کر دیا گیا پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ مَیں مولانا اسلم قریشی (جو کچھ عرصہ سے روپوش ہے اور جماعتِ احمدیہ پر اُس کے اغوا کا الزام لگایا جا رہا ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اِس معاملہ میں شامل تفتیش کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے) کو تلاش کرنے آیا ہوں۔ نظارت اشاعت ربوہ کی طرف سے شائع شدہ ایک پمفلٹ "اِک حرفِ ناصحانہ" کو تقسیم کرتے ہوئے کراچی میں چند خدام کو گرفتار کر لیا گیا۔ فیصل آباد میں بھی اِسی پمفلٹ کو تقسیم کرتے ہوئے ایک احمدی وکیل کو گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں ضمانتوں پر چھوڑ دیا گیا۔ علماء کی طرف سے حکومت کو مورخہ ۳۰-۴-۸۴ تک الٹی میٹم دیا گیا تھا کہ ہمارے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں ورنہ احمدیوں کی مساجد کو مسمار کرنے کا عمل شروع کر دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حکومت نے اِن دھمکیوں سے مرعوب ہو کر مورخہ ۲۶-۴-۸۴ کو جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک آرڈیننس جاری کر کے اذان دینے، عبادت گاہوں کا نام مسجد رکھنے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے وغیرہ پر پابندی لگا دی۔

ربوہ سے موصولہ اطلاعات کے مطابق رات ۹ بجے اِس فیصلہ کا اعلان ہوتے ہی سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہنگامی میٹنگ طلب فرمائی۔ اور حکومتِ وقت کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ مساجد میں اذان نہ دی جائے۔ لاؤڈ سپیکر کا استعمال نہ کیا جائے اور مساجد کے نام پینٹ کر کے مٹا دیئے جائیں۔ مورخہ ۲۷-۴-۸۴ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز فجر کے لئے مسجد مبارک، ربوہ میں تشریف لائے اور بعد ادائیگی نماز فرمایا کہ ہم نے کسی حالت میں بھی احمدیت کو نہیں چھوڑنا اور تین مرتبہ افرادِ جماعت سے سوال کیا کہ کیا آپ لوگ اِس معاملہ میں میرا ساتھ دیں گے۔ تمام حاضرین نے بیک زبان ہاں میں جواب دیا۔ بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سلام کہہ کر تشریف لے گئے۔ اُسی روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نمازِ جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ چنانچہ اذان نہیں دی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سٹیج پر تشریف لا کر تینوں اطراف گھوم کر احباب جماعت کو سلام کا تحفہ پہنچایا۔ بعدہٗ حضور نے محترم مولانا بشیر احمد صاحب شاد کو خطبہ جمعہ کے لئے ارشاد فرمایا چنانچہ اُنہوں نے حضور کے ارشاد پر خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔ محترم مولانا صاحب موصوف نے ابھی سورۃ فاتحہ نہیں ختم کی تھی کہ فرطِ جذبات سے حاضرین کی روتے روتے چیخیں نکل گئیں اس سے قبل احباب اِتنا نہ روئے تھے۔ نماز مغرب و عشاء حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں بعدہٗ حضور نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے آپ لوگوں سے اُس سے زیادہ پیار ہے جتنا کہ ایک مادرِ مہربان کو اپنے دودھ پیتے بچے سے ہوتا ہے۔ مَیں آپ سے الگ ہونا نہیں چاہتا۔ آپ لوگ کسی حالت میں بھی غمگین نہیں ہونا۔ بلکہ دُعائیں کرتے رہنا۔ مورخہ ۲۸-۴-۸۴ کو بعد نماز عشاء حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِن نامساعد حالات میں صبر اور دُعاؤں سے کام لینا ہے۔ اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ احباب سے اِس سلسلہ میں وعدہ لیا۔ اِس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اِس عہد پر پوری دلجمعی سے قائم رہو۔ مَیں آپ لوگوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ بہت جلد یہ غم و حزن دور ہو جائے گا۔ مورخہ ۲۹-۴-۸۴ کو نمازِ فجر سے قبل تین بج کر پینتیس منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ براستہ جہلم راولپنڈی کے لئے تشریف لے گئے بعد کی اطلاعات کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ و دو چھوٹی صاحبزادیوں محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور و محترم رفیع الزمان خان صاحب کے ہمراہ مورخہ ۳۰-۴-۸۴ کو براستہ ایمسٹرڈم بخیریت لندن پہنچ گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ہر دو محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ بھی لندن پہنچ گئے ہیں۔ حضور وہاں جماعتی کاموں میں مصروف ہیں۔ اور مجلس علم و عرفان ہو رہی ہے۔

مورخہ یکم مئی کو محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت سکھر کو جب کہ وہ نماز کے لئے جا رہے تھے چھُرا مار کر شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مورخہ ۴-۵-۸۴ کو علماء کا یومِ تشکر منانے کا پروگرام تھا۔ آرڈیننس کے بعد یہ مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے کہ احمدی اپنی مساجد پر سے جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے مٹا دیں۔ جماعت نے جواب دیا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے کلمہ طیبہ نہیں مٹائیں گے حکومت اگر چاہتی ہے تو مٹا دے۔ اِس پر گرفتاریوں وغیرہ کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ہمارا سہارا تو صرف خدا تعالیٰ ہے اور ہمارے ہتھیار صرف دعائیں ہیں۔ احباب جماعت اِن ایام میں خصوصًا اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم کے طفیل ہر جگہ افرادِ جماعت کی حفاظت فرمائے۔ اور دشمن کے مقابل خود اُن کا نگہبان ہو۔

اِسی طرح اپنے پیارے امام عالی مقام کے لئے بھی خاص طور پر دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کی تائید و نصرت فرمائے اور ہر جگہ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(ادارہ)

اعلانِ نکاح و تقریبِ رخصتانہ

مورخہ ۲-۵-۸۴ کو عزیزہ امۃ الحفیظ سلمہا بنت مکرم غلام قادر صاحب درویش کی تقریبِ رخصتانہ لندن میں عمل میں آئی۔ اِس سلسلہ میں مورخہ ۵-۴-۸۴ کو محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اجتماعی دُعا کرائی اور موصوفہ مورخہ ۶-۴-۸۴ کو لندن کے لئے روانہ ہوئیں۔ مورخہ ۲-۵-۸۴ کو محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے مکرم خورارشاد صاحب بٹ ولد مکرم محمد اقبال صاحب بٹ لندن کے ساتھ مبلغ ۲۰۰۰/- پونڈ حق مہر پر اعلانِ نکاح کیا۔ اور اُسی روز رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ مورخہ ۸-۵-۸۴ کو مکرم محمد اقبال صاحب بٹ نے تین صد کے قریب احباب و مستورات کو اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا۔ احباب جماعت سے اِس رشتہ کے ہر دو خاندانوں کے لئے باعثِ برکت بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

جھنگ اور ضلع ملتان بقیہ صفحہ اوّل

کو ان واقعات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ شرپسندوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور ان کو ملک کا امن و امان برباد کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔ ساتھ ہی نظارت امورِ عامہ نے احمدی احباب کو چوکس رہنے اور اپنی مساجد پر پہرہ دینے کی تلقین کی ہے اور کہا ہے کہ ہمارا اصل انحصار دُعاؤں پر ہے۔ اس لئے جملہ احباب پوری پابندی سے ہر جگہ پر نماز تہجد اور نوافل کا التزام کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو دعائیں بتائی ہیں التزام اور پابندی سے انکا ورد کرتے رہیں۔ نیز ہر قسم کی واردات فوری طور پر باقاعدہ مقامی حکام کے نوٹس میں لائی جانے چاہئے۔

(منقول از الفضل ربوہ ۲۳-۴-۸۴)

موسم گرما کی تعطیلات اور وقفِ عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

"کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار اور سکولوں کے اساتذہ کالجوں کے سمجھ دار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کیلئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلباء ایسے ہوتے ہیں جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ انکو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کر سکتے ہوں۔"

پروفیسر صاحبان، لیکچرار، اساتذہ اور طلباء سے گزارش ہے کہ وہ اِن رخصتوں کے ایام میں اس مبارک تحریک پر لبیک کہتے ہوئے کم از کم پندرہ ایام کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں۔ اور دفتر ہذا کو اپنے فارم بھجوائیں۔

فارم وقف عارضی نظارت ہذا سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منقولات

عبادت گاہوں کا تحفظ

حکومت پاکستان نے ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔ اب مورخہ ۲۶ اپریل ۸۴ء کو ایک اور آرڈیننس جاری کر کے نماز سے پہلے اذان اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں پندرہ روزہ اخبار "تقاضے" لاہور مجریہ مورخہ ۱۵ اپریل و یکم مئی ۱۹۸۴ء کے ایڈیٹر جناب پیام شاہجہانپوری صاحب کے خیالات مندرجہ بالا عنوان کے تحت ذیل میں بلا تبصرہ شائع کئے جا رہے ہیں۔
(ایڈیٹر بدر)

"تقاضے" کے گذشتہ فائل گواہ ہیں کہ ہم نے فرقہ وارانہ مسائل کو موضوع گفتگو بنانے سے ہمیشہ اجتناب کیا۔ سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی، وہابی اور قادیانی فرقوں کے عقائد کیا ہیں؟ ان میں وجہ اختلاف کیا ہے؟ یہ موضوعات ہمارے دائرہ فکر و بحث سے خارج ہیں لیکن جب معاملہ فکری اختلاف کے دائرے سے نکل کر ہنگامہ آرائی اور تشدد کی سرحدوں تک پہنچے تو خاموشی گناہ ہے جرم ہے۔ ملک کی سلامتی اور امن و امان کا قیام اصل اور بنیادی مسئلہ ہے اور اس وقت یہ دونوں چیزیں خطرے میں ہیں۔

جہاں تک قادیانی یا احمدی فرقے کے مذہبی عقائد کا سوال ہے یہ ایک دینی مسئلہ ہے اور اس پر اظہار خیال کرنا علماء کا کام ہے اور انہی کو کرنا چاہیئے لیکن ایک بات بڑی عجیب ہے بلکہ لطیفہ سے کم نہیں۔ ہم نے قیام پاکستان سے قبل مطالبہ کیا کہ ہندوستان میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور ہم اقلیت میں ہمیں اکثریت سے خطرہ ہے۔ اس لئے ہمیں ان سے الگ کر دیا جائے چنانچہ ہم ان سے الگ ہو گئے جب پاکستان قائم ہو گیا تو ہم نے مطالبہ کیا کہ ہمیں اقلیت (قادیانیوں) سے خطرہ ہے اب ہمیں ان سے بچایا جائے اور انہیں ہم سے الگ کر دیا جائے۔ گویا جب ہم اقلیت میں تھے تو اکثریت سے خوفزدہ تھے اور جب پاکستان قائم ہو جانے کے بعد اکثریت میں آ گئے تو اقلیت (قادیانیوں) سے خطرہ محسوس کرنے لگے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا تو ان سے تنازعہ ختم ہو گیا وہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ اذان دیں یا نہ دیں۔ روزے رکھیں یا نہ رکھیں۔ کس طرح اذان دیں، کس طرح نماز پڑھیں۔ مسجدیں کسی طرز کی بنائیں یہ ان کا اپنا داخلی اور نجی معاملہ ہے وہ جس طرح چاہیں اپنی رسوم عبادت ادا کریں۔ ہمیں ان سے تعرض کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن ادھر کچھ مدت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کو اذان دینے سے روکا جائے انہیں مساجد بنانے کی اجازت نہ دی جائے انہیں اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دینے سے قانوناً منع کر دیا جائے۔ حکومت کو نوٹس دے دیا گیا ہے کہ اگر فلاں تاریخ تک یہ مطالبات منظور نہ کئے گئے تو ملک گیر تحریک چلائی جائے گی اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم کر دیا جائے گا۔

یہ تو حکومت جانے کہ وہ ان مطالبات کا کیا جواب دیتی ہے انہیں قبول کرتی ہے یا رد کر دیتی ہے ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی حضرات اپنی عبادت گاہوں میں کیا کرتے ہیں؟ یہی اصل مسئلہ ہے جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ وہ اپنی مساجد میں اذان دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور مسنونہ دعائیں کرتے ہیں۔ ان میں سے کون سی بات ہمارے لئے خطرے کا باعث ہے؟ کیا ہم چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کو اللہ کی عبادت سے روک دیا جائے۔ اگر ایسا ہے تو پھر حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیجئے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوائے کوئی دوسرا معبود نہیں) یہ صرف مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور کوئی اسے اختیار نہیں کر سکتا اس لئے قادیانیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ یہ عقیدہ نہ رکھیں بلکہ یوں کہا کریں کہ (نعوذ باللہ) خدا کے سوا بہت سے معبود ہیں۔ ہمارے کلمہ کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ عقیدہ مسلمانوں کا ہے اس لئے قادیانیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اعلان کریں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (نعوذ باللہ) ہرگز خدا کے رسول نہیں قرآن کریم خدا کی آخری اور مکمل کتاب ہے یہ عقیدہ مسلمانوں کا ہے قادیانی یہ عقیدہ اختیار نہیں کر سکتے اس لئے انہیں حکم دیا جائے کہ وہ اعلان کریں کہ (نعوذ باللہ) قرآن ہرگز خدا کا کلام نہیں اگر ہم قادیانی حضرات کو اذان دینے۔ مسجدیں تعمیر کرنے اور انہیں مسجد کا نام دینے سے روکنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ان لوگوں کو مجبور کرنا ہوگا کہ وہ خدا کو وحدہٗ لاشریک تسلیم نہ کریں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول تسلیم کرنے سے انکار کریں قرآن پاک کو خدائے قدوس کا کلام تسلیم کرنے سے انکار کریں کیونکہ یہ ہمارے عقائد ہیں اور قادیانی ہمارے عقائد اور ہماری اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے ذرا سوچیئے کیا یہ اسلام کی خدمت ہے؟

اب تک ہم ہندوؤں اور سکھوں کو ان کی ظالمانہ حرکات پر ملامت کرتے رہتے ہیں کہ وہ محض اختلاف مذہب کی بناء پر اذان دینے اور مساجد میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے انہوں نے سینکڑوں مساجد اور دینی مدارس کو پیوند زمین کر دیا تھا کیا اب ہم وہی کام خود کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد کیا ہم مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ ہم میں اور ہندوؤں سکھوں میں کیا فرق باقی رہ جائے گا۔ جب ہم قادیانیوں کو اذان دینے سے روک دیں گے۔ ان کی مساجد کو گرا دیں گے۔ یا انہیں مساجد تعمیر کرنے سے قانوناً منع کر دیں گے تو غور فرمایئے کہ بین الاقوامی طور پر ہماری کس قدر بدنامی ہوگی دُنیا ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کرے گی ہماری فرقہ پرستی اور تنگ نظری ہمارے لئے کس قدر مشکلات پیدا کر دے گی۔ دوسرے یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھئے کہ آج ہم یہ نعرے لگا رہے ہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو گرا دیا جائے اور ان پر قبضہ کر لیا جائے اگر یہ روش چل نکلی تو کل کو ہم میں سے کچھ لوگ یہ مطالبہ کریں گے شیعوں کے امام باڑوں کو گرا دیا جائے کیونکہ (بقول ان کے) یہ قرآن، سنت کے خلاف ہیں۔ تیسرا مطالبہ یہ ہوگا کہ مزارات پر بل ڈوزر چلا کر انہیں پیوند زمین کر دیا جائے کیونکہ (بقول ان کے) ان مقاماتِ مقدسہ کی حدود میں شرک ہوتا ہے یہ سب بدعت ہے۔ سوچیئے ہم کس قدر خوفناک قدم اٹھا رہے ہیں اور کیسے ہلاکت آفرین راستے پر چل رہے ہیں سب سے زیادہ تعجب اس پر ہے کہ سارا پاکستان تماشا دیکھ رہا ہے مگر مہر بلب ہے کیا انسانوں کے اس انبوہ کثیر میں ایک رجل رشید بھی نہیں جو اس خوفناک صورت حال کے خلاف آواز اٹھائے اور اہل وطن کو سمجھائے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں کیا ہماری اخلاقی جرأت بالکل ختم ہو گئی ہے شاید ہم ڈرتے ہیں اگر ہم نے اس مسئلے پر کچھ کہا اور قادیانیوں کے خلاف جو تحریک شروع کی گئی ہے اس سے اختلاف کیا تو کہیں ہمیں بھی قادیانی نہ سمجھ لیا جائے ہمارا خیال ہے کہ اس معاملے میں ملک کے باشعور اور صاحب نظر لوگوں کی خاموشی کی اصل وجہ یہی ہے مگر اس حقیقت کو نہ بھولیئے کہ ایک بات کو درست اور ملک و ملت کے لئے نقصان دہ سمجھتے ہوئے اس سے چشم پوشی بزدلی ہے یہ نا قابل معافی جرم ہے جس کی سزا ایک نہ ایک دن بھگتنی ہوگی اس لئے حکومت اور معتدل پسند لوگوں کو سمجھانا ہے کہ یہ آگ سے کھیلنے والی بات ہے ملک خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ دشمن تاک میں ہے کہ پاکستان میں کب خلفشار پیدا ہو اور وہ اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کے لئے میدان میں آ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو ملک تباہ ہو جائے گا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری صفوں میں بعض ایسے لوگ گھس آئے ہوں جو نام تو اسلام کا لیتے ہوں مگر کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر یہ خوفناک کھیل کھیل رہے ہوں۔ ہمارے دل میں مسلمانوں کے ہر فرقے کے علماء کا احترام ہے ہم ان سے با ادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے دائیں بائیں غور سے دیکھیں کہیں انہیں دھوکا تو نہیں دیا جا رہا۔

ہم نے اس مسئلے پر بار بار غور کیا مگر ایک بات ہماری سمجھ میں نہ آئی۔ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ولی اللہ ہے اسے الہام ہوتا ہے۔ وہ قطب ہے ابدال ہے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے وہ مجدد ہے نبی ہے اس کا مخاطب اس کے دعویٰ کو درست تسلیم کر لیتا ہے وہ بڑے شوق سے اس کا ہم نوا ہو جائے دوسرا شخص اس کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتا اسے حق ہے کہ وہ اس کی ولایت مجددیت یا نبوت کا انکار کر دے۔ اس میں جھگڑا کیا؟ ہاں ایسا مدعی اگر طاقت اور جبر کے ذریعے اپنا عقیدہ دوسروں پر مسلط کرے تو یقیناً جھگڑا ہوگا۔ اگر قادیانیوں نے اپنا عقیدہ ہم پر جبراً مسلط کرنے کی کوشش کی ہے یا کہیں ایسا کر رہے ہیں تو ایسے لوگوں کی نشاندہی کی جائے اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ ایسے لوگوں کو قانون کی گرفت میں لے کر انہیں عبرتناک سزا دی جائے مگر صرف اختلافِ عقائد کی بنا پر ہنگامہ آرائی غلط اور تباہ کن بات ہے۔

کیا قادیانی غیر محب وطن ہیں اسرائیل کے ایجنٹ ہیں عالم اسلام میں انتشار پیدا کر رہے ہیں؟ جیسا کہ ان پر الزام لگایا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو گذشتہ ۳۶ سال میں جتنی حکومتیں برسر اقتدار آئیں وہ سب مجرم قرار پاتی ہیں کہ انہوں نے قادیانیوں کے معاملہ میں چشم پوشی سے کام لیا اس طرح وہ سب شریک جرم ہیں۔ وہ لوگ جو اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں ان کا فرض تھا کہ قادیانیوں کی پاکستان دشمنی یا اسرائیل

کی اپنی ثابت کرنے کے لیے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے ججوں کا ایک بنچ مقرر کرنے کا مطالبہ کرتے اور بنچ کے سامنے قادیانیوں کے خلاف دستاویزی ثبوت پیش کرتے ۔ ہمیں حیرت ہے کہ یہ سیدھا سادہ طریقہ اختیار کیوں نہیں کیا گیا یا اب کیوں اختیار نہیں کیا جاتا ہم اس طریق کار کی تائید کرتے ہیں ۔

اس مسئلے کا ایک اور پہلو قابلِ توجہ ہے بعض حلقوں کی طرف سے قادیانیوں کو ذمی قرار دینے اور ان سے جزیہ وصول کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے ۔ لیکن ان سادہ لوح اور ناواقف اصحاب کو معلوم نہیں کہ ذمی اس ملک کے غیر مسلم ہوتے ہیں۔ جسے اسلامی لشکر بزورِ شمشیر فتح کرتے ہیں کیا پاکستان کو اسلامی فوج نے فتح کیا تھا پاکستان تو استصوابِ رائے عامہ کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا سارے ہندوستان کے مسلمانوں نے پاکستان کے قیام کے لئے ووٹ دیئے تھے ووٹ دینے والوں میں قادیانی حضرات بھی شامل تھے قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر قیادت آل انڈیا مسلم لیگ نے قادیانی حضرات کو مسلم لیگ میں شامل کیا تھا اس کا رکن بنایا تھا اور اس فرقے کے لوگوں نے مسلم لیگ کی حمایت کی تھی اور مسلم لیگی اُمیدواروں کو ووٹ دیئے تھے ہم نے قیامِ پاکستان سے قبل وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں ہر مذہب اور ہر فرقے کے افراد کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر ہم قادیانیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام نہ دیں یا ان کی عبادت گاہیں مسمار کر دیتے ہیں انہیں اذان دینے سے روکتے ہیں تو یہ عہد شکنی ہے اور عہد شکنی اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ کیا ہم نے تحریک پاکستان کے دوران قادیانی حضرات سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ آپ ووٹ ضرور مسلم لیگ کو دیں اور پاکستان کی جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں لیکن یاد رکھئے جب پاکستان بن جائے گا تو ہم آپ کی مساجد گرا دیں گے آپ کو اذان دینے سے روک دیں گے اور آپ کو اظہارِ خیال کی آزادی سے محروم کر دیں گے آپ ہمارے ذمی ہوں گے ظاہر ہے ایسا نہیں تھا تو پھر ہم کس قانون اور اصول کے تحت یہ انتہائی اور غیر منصفانہ قدم اُٹھا رہے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ قادیانیوں کا مقابلہ نہ کیا جائے اور ان سے اختلافات ختم کر دیئے جائیں ان کا بھرپور مقابلہ کیجئے لیکن یہ مقابلہ دلائل کے ہتھیاروں سے ہونا چاہیئے انہیں اپنا ہم نوا بنانے کے لئے احسن طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ قولوا للناس حسنا ۔ یعنی لوگوں سے اچھی بات کہو خوش کلامی سے پیش آؤ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو ہدایت فرمائی کہ فقولا لہٗ قولًا لیّنًا (طٰہٰ) یعنی تم اس سے نرم لہجے میں کلام کرنا۔ پس ہمیں بھی دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے خوش گفتاری سے کام لینا چاہیئے کہ یہ انبیاء کا طریق ہے اور یقیناً اس کے بہتر اور مثبت نتائج نکلیں گے ہم بدنامی اور خون خرابے سے بھی بچ جائیں گے اور ہمارے مخالف عقیدہ رکھنے والے ہمارے مؤثر دلائل قبول کر کے ہم سے آملیں گے ۔ لیکن تشدد کا راستہ اختیار کر کے اور جبر کا قانون بنا کر ہم نہ ملک و ملت کی کوئی خدمت کریں گے اور نہ قادیانیوں کو ہم اپنا ہم خیال بنا سکیں گے۔ بلکہ ان کے دلوں میں اپنے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کریں گے۔ اور نفرت کبھی محبت کا بدل نہیں ہوسکتی نہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ نکلتا ہے بلکہ نفرت ہمیشہ تباہی کا موجب ثابت ہوتی ہے ۔

بہرحال اگر پھر بھی قادیانی حضرات ہماری بات نہیں مانتے اور اپنے عقیدے پر قائم رہتے ہیں تو ہمیں ان سے تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے ۔ وہ جانیں اور ان کا خدا ۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اسلام سے محبت اور غیرت کا کون دعویدار بن سکتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے حضور اقدسؐ سے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو ان پر داروغہ مقرر نہیں کیا ۔ یعنی اُنہیں تلوار کے زور سے اپنا ہم خیال نہ بنائیے بلکہ تدبر اور حکمت سے تبلیغ کیجئے۔ پس ہمیں بھی اسوۂ رسولؐ کی پیروی کرنی چاہیئے۔

ہمارے ذمہ ملک و ملت کا ایک قرض تھا وہ ہم نے ادا کر دیا ہمارا ضمیر مطمئن ہے کہ ہم نے اپنی حکومت اپنے علماء اور اپنے اربابِ فکر و دانش کے سامنے حقائق کھول کر بیان کر دیئے ہیں اب انہیں قبول کرنا یا نہ کرنا ان کا کام ہے ۔

(پندرہ روزہ "تقاضے" لاہور ۱۵ر اپریل و یکم رمئی ۱۹۸۴ء)

بدر کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے ۔ (مینجر بدر)

رمضان المبارک میں
صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں رمضان المبارک آ رہا ہے اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے اُن کے روزے اور دیگر عبادات قبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں دیگر عبادتوں کے علاوہ کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے ۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو نیز ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ اُس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے ۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے ۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں ۔ اور جو کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہو۔ وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کی خواہش مند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں ۔ انشاء اللہ اُن کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے ۔ اور سب کو روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے ۔ آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

دعائے مغفرت

۱ ۔ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ منگلورہ کی چھوٹی بہن مکرمہ نو بیدہ بیگم صاحبہ جو مکرم محمد عثمان صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب کی بہو تھیں ۱۷ دن تک بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

باوجود بڑی تگ و دو کے مرض کی تشخیص نہ ہوسکی۔ مرحومہ کے میاں عزیزم ناصر احمد سعودی عرب میں تھے جو مرحومہ کی وفات کے وقت پہنچ گئے تھے ۔ ایک چار سالہ بچی مرحومہ کی یادگار ہے۔ احباب سے سب لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ملنے اور چھوٹی بچی کے لئے درخواست دعا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا کرے ۔ مرحومہ مخلص احمدی ۔ دُعا گو اور خاموش طبیعت کی مالک تھیں۔

مرزا وسیم احمد امیر جماعت احمدیہ قادیان

۲ ۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب ایتو سیکرٹری مال جماعت احمدیہ رشی نگر کی والدہ محترمہ مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۸۴ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے تین بیٹیاں بطور یادگار چھوڑی ہیں ۔ قارئین دُعا کریں مولا کریم مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین

۳ ۔ مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب بٹ آف رشی نگر کی والدہ محترمہ ایک طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۳ر اپریل کی درمیانی شب کو اپنے مولا کریم سے جا ملیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے ۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین

خاکسار ۔ محمد عبد اللہ فریج مبلغ سلسلہ رشی نگر ۔

منقولات

مرسلہ: مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۴ء ہندوستانی وقت کے مطابق شب نو بج کر دس منٹ پر شروع ہونے والے "سیربین" پروگرام میں بی بی سی لندن نے لاہور سے اپنے نمائندے کا مندرجہ ذیل مکتوب سنایا۔

"پاکستان کے فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق نے کل لاہور میں قومی یکجہتی کے متعلق مذاکرے کے آخری اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کو سختی سے خبردار کیا کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کے عقائد بدلنے کے لئے کھلے بندوں تبلیغ کی تو پھر حکومت ان کے خلاف سخت کاروائی کرے گی۔ ان کے جریدوں اور کتابوں کی اشاعت بند کر دی جائے گی۔ اور قادیانی نظریات کی تبلیغ کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ یاد رہے کہ لاہور گذشتہ تین برس سے قادیانیوں کے خلاف زبردست سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ جہاں ضیاء الحق نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لئے متقی اور پرہیزگار مسلمانوں کی ضلعی کمیٹیاں بنائی جائیں گی تاکہ وہ قادیانیوں کی نامناسب سرگرمیوں کی جانب حکام کی توجہ مبذول کرواتے رہیں۔ اور ان نگران کمیٹیوں کو یہ اختیار بھی حاصل ہوگا کہ وہ مسلم اکثریت کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے قادیانیوں کے لٹریچر کا قلع قمع کر دیں۔ یاد رہے کہ حال ہی میں پنجاب میں قادیانیوں کے خلاف تازہ لہر دوڑ گئی ہے۔ حتیٰ کہ خود جنرل ضیاء الحق کے بارے میں بھی چپکے چپکے یہ مہم چلائی گئی کہ وہ قادیانی ہیں۔ اس کی ضیاء الحق نے سختی سے نہ صرف تردید کی تھی بلکہ ان تمام لوگوں کی مذمت کی جو قادیانیوں کے عقائد سے اتفاق کرتے ہیں۔"

اور پھر مورخہ ۱۷ اپریل کو اسی پروگرام میں بی بی سی لندن نے اپنے نمائندے کا مندرجہ ذیل مکتوب نشر کیا۔

"قادیانیوں کے خلاف جنہیں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے کثرت رائے سے غیر مسلم اقلیت کا درجہ دیا تھا ایک نئی مہم کی خبریں کل لندن کے اخبار ٹائمز میں شائع ہوئی تھیں۔ پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے بھی قادیانیوں کے بارے میں ایک بیان دینا ضروری سمجھا ہے۔ ہمارے تبصرہ نگار سائم ینگر نے پاکستان میں قادیانی مسئلے کے چند پہلوؤں کے بارے میں لکھا ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ہمیشہ ہی جذبات موجود رہے ہیں۔ اور کبھی کبھی یہ جذبات بھڑک کر تشدد کا رخ بھی اختیار کرتے رہے ہیں۔ خاص طور پر ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں۔ ۱۹۷۴ء کے واقعات کے بعد اس وقت کے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت اس فرقے کو سرکاری طور پر غیر مسلم فرقہ قرار دینے پر رضامند ہو گئی۔ اور اس کو اسمبلی کی اکثریت سے پاس کرا لیا۔ اب اخبارات، عوامی مذہبی جلسوں اور میٹنگوں میں ایک نئی مہم زور پکڑ رہی ہے۔ مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کو انتظامیہ کے کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے ان کے پاسپورٹوں پر وضاحت سے لکھا جائے کہ یہ غیر مسلم فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کو مسجدیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔ گذشتہ اختتام ہفتہ پر لاہور کی ایک تقریر میں قادیانیوں کے خلاف جنرل ضیاء الحق کا انتباہ اس نئی مہم اور اس حقیقت کے جواب میں تھا کہ قادیانیوں کا فرقہ اپنے مذہب کی تبلیغی کاروائیوں کو فروغ دے رہا ہے۔ اپنے اس انتباہ کے علاوہ کہ حکومت مذکورہ فرقے کے اخبارات و رسائل کو بند کر کے انفرادی طور پر ان لوگوں پر مقدمہ چلائے گی جن کو اس فرقے کے عقائد کی تبلیغ کرتے ہوئے پایا جائے گا۔ جنرل ضیاء الحق نے یہ اعلان بھی کیا کہ وہ بقول ان کے ضلعی نگران کمیٹیاں بھی قائم کریں گے تاکہ قادیانیوں کی نام نہاد اسلام مخالف کاروائیوں کی اطلاع حکام تک پہنچائی جائے۔ ہو سکتا ہے جنرل ضیاء نے عوامی سطح پر وضاحت کے ساتھ یہ بیان سرگوشیوں میں چلنے والی اس مہم کو ختم کرنے کے لئے دیا ہو۔ جس میں کچھ اس طرح کی باتیں کی جا رہی تھیں کہ جنرل ضیاء بذات خود یا تو قادیانیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں یا شاید اس کے ممبر بھی ہیں۔ اس کی بار بار شدت سے تردید کئے جانے کی ضرورت ہے۔ مزید براں جنرل ضیاء کو غالباً یہ خیال بھی ہوگا کہ انہیں خود کو صحیح اور سچا مسلمان ہونے کے لئے اپنے امیج کو اور بھی زیادہ بڑھانے کی خاطر ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حال ہی میں انہوں نے بنیاد پرست تنظیم جمعیۃ الطلباء کی کاروائیوں پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اب یہ تنظیم جنرل ضیاء کے فوجی مخالفین کی صف اول میں شامل ہو گئی ہے۔ دراصل قادیانیوں کے خلاف اس مہم کے پیچھے اطلاعات کے مطابق اسلامی جمیعۃ الطلباء یا جماعت اسلامی کا نہیں بلکہ دوسرے اسلامی فرقوں کا ہاتھ ہے۔ خبر ہے کہ لندن میں مقیم قادیانیوں کو اپنے فرقے کے خلاف پاکستان میں پائے جانے والے مخالف جذبات پر تشویش ہے۔ تاہم مشاہدین کے نزدیک اس بات کے امکان بہت کم ہیں کہ قادیانیوں کے خلاف جذبات کی موجودہ لہر ۱۹۵۳ء یا ۱۹۷۴ء کے واقعات کی شکل اختیار کرے گی۔"

اعلانِ نکاح و تقریبِ شادی

مورخہ ۲۳-۴-۸۴ کو مکرم محمد سراج الدین صاحب ابن مکرم خوشحال احمد صاحب قادیان کی تقریبِ شادی عمل میں آئی۔ اس سے قبل مورخہ ۹-۴-۸۴ کو انکے نکاح کا اعلان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرمہ حسنیٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی علی محمد صاحب درویش مرحوم کے ساتھ مبلغ ۱۰۰۰/- روپے حق مہر پر کیا۔ واضح رہے کہ یہ رشتہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو کے سفرِ پاکستان کے دوران طے فرمایا تھا۔ چنانچہ بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں تلاوت کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت نے اجتماعی دُعا کرائی۔ بعدہٗ باراتِ مکرم عبدالعظیم صاحب کے مکان پر پہنچی جہاں پر بھی تلاوت کلام پاک، و نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی بعدہٗ رخصتی کی تقریب عمل میں آئی۔

مورخہ ۲۴-۴-۸۴ کو مکرم محمد سراج الدین صاحب نے پچاس کے قریب احباب و مستورات کو اپنی دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا۔ موصوف مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہیں۔ اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

پروگرام دورہ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب انسپکٹر تحریک جدید صوبہ یوپی

جملہ جماعت ہائے صوبہ یو۔پی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۵-۵-۸۴ سے انسپکٹر صاحب تحریک جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض وصولی چندہ تحریک جدید دورہ کر رہے ہیں لہذا جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کرام سے مکرم انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کماحقہٗ تعاون کی درخواست ہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۵-۵-۸۴	مودھا بھریا	۲۰-۵	۱	۲۱-۵
امروہہ	۶-۵	۱	۷	مسکرا	۲۱	۱	۲۲
بریلی	۷	۱	۸	راٹھ	۲۲	۱	۲۳
شاہجہانپور	۸	۲	۱۰	جھانسی	۲۳	۱	۲۴
کٹھیا	۱۰	۱	۱۱	سانڈھن	۲۵	۱	۲۶
لکھنؤ	۱۲	۲	۱۴	صالح نگر	۲۶	۱	۲۷
گونڈہ	۱۴	۱	۱۵	مین پوری	۲۷	۱	۲۸
فیض آباد	۱۵	۱	۱۶	ننگلا گھنو	۲۸	۱	۲۹
بنارس	۱۶	۱	۱۷	دہلی	۲۹	۱	۳۰
فتح پور	۱۷	۱	۱۸	ہاپوڑ	۱-۶	۱	۲-۶
کانپور	۱۸	۳	۲۰	میرٹھ بجو پورہ	۲	۲	۴-۶-۸۴

درخواست ہائے دُعا

۱۔ مکرم مولوی عبدالمومن صاحب راشد مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم سید اقبال احمد صاحب قائد مجلس بنگلور نے اپنے والد مرحوم کی طرف سے ایک قیمتی الماری برائے مجلس خدام الاحمدیہ خرید کر دی ہے ان کے والد مرحوم کی بلندی درجات کے لئے ۔ مکرم وقار احمد صاحب انجینئر مقیم شکاگو (امریکہ) نے مسجد احمدیہ بنگلور کے لئے اپنے والد صاحب کی جانب سے مبلغ چالیس ہزار روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ موصوف کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت و قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

التواء احمدیہ مسلم کانفرنس اتر پردیش ۔ کانپور

بعض وجوہات کی بنا پر کانپور میں ۲۶ ، ۲۷ مئی کی تاریخوں میں منعقد ہونے والی کانفرنس ملتوی کر دی گئی ہے ۔ کانفرنس آئندہ جن تاریخوں میں منعقد ہو گی اس کا اعلان اخبار بدر میں کر دیا جائے گا ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ یوم خلافت

۲۷ مئی ۱۹۸۴ء کو یوم خلافت کے جلسے منعقد کئے جائیں ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ میں سلسلہ خلافت جاری و ساری ہے ۔ خلافت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے ۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ جماعتیں اپنے ہاں ۲۷ ہجرت ۱۳۶۳ ہش (۲۷ مئی ۱۹۸۴ء) جلسہ یوم خلافت منعقد کریں ۔ اور جلسوں میں اللہ تعالیٰ کے اس ابدی انعام ۔ اس کی برکات اور خلافت کی ضرورت و اہمیت پر مقررین حضرات روشنی ڈالیں ، اور جلسوں کی روئیداد نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں ۔

جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخ میں ردّ و بدل کر سکتی ہیں ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مجالس خدام الاحمدیہ اڑیسہ کا سالانہ اجتماع

تمام مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دسواں آل اڑیسہ سالانہ اجتماع جو بتاریخ ۲۵ ، ۲۶ ، تبلیغ (فروری) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء کی تاریخوں میں بمقام کیرنگ منعقد ہونا قرار پایا تھا مگر بوجوہ مقررہ تاریخوں میں منعقد نہیں کیا جا سکا ۔ اب مورخہ ۲۶ ، ۲۷ ہجرت (مئی) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء بروز ہفتہ ، اتوار کیرنگ میں ہی منعقد ہو گا ۔ تمام مجالس اجتماع میں اپنے زیادہ سے زیادہ نمائندے بھیج کر اسے کامیاب بنائیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بار آور کرے اور اس کے مفید اور دیرپا اثرات مترتب فرمائے ۔ آمین

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

قادیان میں رمضان المبارک گذارنے کے سلسلہ میں ضروری اعلان

امسال رمضان المبارک کا مقدس اور بابرکت مہینہ مورخہ ۲ جون ۱۹۸۴ء مطابق ۲ احسان ۱۳۶۳ ہش سے شروع ہو رہا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے وہ دوست اور احباب جو ماہ رمضان المبارک مرکز قادیان میں گذارنے اور یہاں کے دینی اور روحانی ماحول میں روزے رکھنے ، درس القرآن و احادیث سننے نیز اعتکاف بیٹھنے کے خواہش مند ہوں انہیں چاہیئے کہ اپنی درخواستیں صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں جلد بھجوا دیں ۔ اور درخواست میں یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ وہ قادیان میں قیام کے دوران اپنے طعام کے اخراجات خود برداشت کریں گے یا لنگر خانہ سے اُن کے کھانے کا انتظام ہونا چاہیئے ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کا داخلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا ۔ یہ بابرکت درس گاہ جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر اور غلبہ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے مبلغین کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمت دین کے جذبہ سے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے داخل کروائیں ۔ اس میں داخلہ کی شرائط یہ ہیں کہ اُمیدوار

★ ۔۔۔ میٹرک پاس ہو اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھتا ہو ۔

★ ۔۔۔ سوائے استثنائی صورت کے عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو ۔

★ ۔۔۔ قرآن مجید ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو ۔

★ ۔۔۔ اُردو بخوبی پڑھ سکتا ہو ۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھنے والے طلباء کے لئے کچھ وظائف رکھے گئے ہیں جو اُمیدوار کی تعلیمی ، دینی ، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے ۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کی پڑھائی انشاء اللہ تعالیٰ وسط ستمبر ۱۹۸۴ء تک شروع ہو جائے گی ۔ اُمیدوار نظارت تعلیم قادیان سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کریں اور پھر یہ داخلہ فارم پُر کر کے اپنے امیر یا صدر جماعت کی وساطت سے جولائی ۱۹۸۴ء کے آخر تک نظارت تعلیم قادیان میں بھجوا دیں ۔ داخلہ کی فائنل منظوری سے قبل اُمیدواران کو انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا ۔ جس کے لئے اُمیدوار کو اپنے خرچ پر آنا ہو گا ۔ اس انٹرویو کے بعد منتخب شدہ طلباء کا ہی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ ہو سکے گا ۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

مبلغین کرام کیلئے ضروری اعلان

جملہ مبلغین کرام کی اطلاع و آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ انشاء اللہ ۲ جون ۱۹۸۴ء مطابق ۲ احسان ۱۳۶۳ ہش سے شروع ہو رہا ہے ۔ اس لئے مبلغین کرام اس مقدس مہینہ میں دورے نہ کریں بلکہ اپنی اپنی جماعتوں میں درس و تدریس ، تراویح ، تہجد اور دیگر تربیتی اور تعلیمی پروگرام جاری رکھیں تاکہ جماعتیں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کی فضیلت سے پوری طرح فائدہ اُٹھائیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن اور نمایاں رنگ میں رمضان المبارک میں جماعتوں کی تربیت کرنے کی توفیق عطا کرے ۔ آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست ہائے دُعا

• ۔۔۔ مکرم احمد حسین صاحب حیدر آباد کی بیٹی عزیزہ صبیحہ بیگم سلمہا نے عثمانیہ یونیورسٹی کے امتحان ایم اے عربی میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے ۔ موصوف مبلغ ۱۰/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کر کے عزیزہ کے روشن مستقبل کے لئے ۔

• ۔۔۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب فارسٹر ناصر آباد کشمیر ، اپنی اور اہل و عیال کی پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ۔

• ۔۔۔ مکرم مولوی عبد المومن صاحب راشد مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ بینگلور میں ایک نوجوان مکرم نذیر احمد صاحب نے بیعت کی ہے ان کی استقامت کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے ۔ (ادارہ)

تقویٰ کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد باشرح چندہ ادا کرے !

ناظر بیت المال آمد قادیان

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE No. 23-9302
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ-۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

"میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا"
("فتح اسلام" صفحہ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش
لبرٹی بوٹ مل
نمبر ۵۰-۲-۱۰
فلک نما
حیدرآباد-۵۰۰۲۵۳

FOR BEAUTIFUL AND DURABLE RINGS OF
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
MADE OF PURE GOLD & SILVER
AND
ALL TIPES OF ORNAMENTS IN LATEST DESIGNES.
PLEASE CONTACT:-
KASMIR JEWELLERS.
OPPOSITE MASJID AQSA QADIAN-143516.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ:-
23-5222
23-1652 ٹیلیفون نمبر:-

آٹو ٹریڈرز
۱۶-مینگو لین-کلکتہ-۷۰۰۰۰۱
HM ہندوستان موٹرز لیمٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار
برائے:- ایمبیسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں۔

AUTO TRADERS
16-MANGOE LANE, CALCUTTA-700001

محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ-کلکتہ-۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS
2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-700039.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس
PERFECT TRAVEL AIDS.
D/No. 2/54 (1)
MAHADEVPET,
MADIKERI-571201
(KARNATAK)

رحیم کاٹج انڈسٹریز
RAHIM COTTAGE INDUSTRIES
17-A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY-8.

رنگ برنگی-نرم چمڑے-ریکسن اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین-معیاری اور پائیدار سوٹ کیس-
بریف کیس-سکول بیگ-ایر بیگ-ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)-ہینڈ پرس-منی پرس-پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار-موٹر سائیکل-سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS-600004
PHONE No. 76360.
آٹو ونگس

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ فون نمبر:- ۴۳۴۷۱۷

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکش:- کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس اسٹاکسٹ جیون ڈرنمیر سدینہ میدان روڈ - سمبلپور ۷۶۸۰۰۱ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر:- 294

"ترقی اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

اکمل الیکٹرانکس

کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

کوڈک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" (کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE - 670001

H.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)

PHONE :- PAYANGADI - 12. CANNANORE - 4498.

حیدرآباد میں فون نمبر:- ۴۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد - حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص ۳۱)

فون نمبر:- ۴۲۹۱۶ ٹیلیگرام:- "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرشڈ بونز - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے